يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ (القرآن)

اتباعِ سنّت اور تقلید

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اربعہ کی نظر میں

تالیف :

علامہ محمد ناصر الدین البانی

شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق

مکتبہ ناصریہ مین بازار حاجی آباد فیصل آباد

فون 789088

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اتباعِ سُنّت اور تقلید

ائمہ اربعہ کی نظر میں

—: تالیف :—

علامہ محمد ناصر الدین البانی
شیخ عبد الرحمٰن عبد الخالق

ترجمہ
محفوظ الرحمٰن فیضی
عبد الوہاب حجازی

مکتبہ ناصریہ مین بازار حاجی آباد فیصل آباد
فون 789088

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اتباع سنت اور تقلید' آئمہ اربعہ کی نظر میں
تالیف	:	علامہ ناصر الدین البانی ' شیخ عبدالرحمن عبدالخالق
ترجمہ	:	محفوظ الرحمن فیضی ' عبدالوہاب حجازی
کتابت	:	عبدالحمید الاثری غازی پوری
ناشر	:	مکتبہ ناصریہ حاجی آباد فیصل آباد
تاریخ اشاعت	:	جون ۱۹۹۸ء
تعداد	:	گیارہ سو
صفحات	:	۱۲۸
قیمت	:	روپے

ملنے کے پتے

- مکتبہ ناصریہ مین بازار حاجی آباد فیصل آباد
- فاروقی کتب خانہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- فاران اکیڈمی قذافی اسٹریٹ ۱۷۔ اردو بازار لاہور
- مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کوٹ روڈ کراچی
- نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ صفۃ الصلوۃ النبی	۱
۲	مقدمہ مترجم	۲
۳	کیا تقلید شخصی کا قرآن و حدیث سے ثبوت ہے؟	۸
۴	صحابہ و تابعین کا طرز عمل	۱۱
۵	دور تقلید سے پہلے	"
۶	نتیجہ و مطلوب	۱۳
۷	اقوال امام ابو حنیفہؒ بابت تقلید	۱۷
۸	پہلا قول اذا صح الحدیث فھو مذھبی	"
۹	دوسرا قول	۱۸
۱۰	امام ابو یوسف کو امام صاحب کی ہدایت	۱۹
۱۱	امام ابو حنیفہ کے مذہب میں قیاس نسبتاً زیادہ ہونے کی وجہ	۱۹
۱۲	تیسرا قول	۲۰
۱۳	اقوال امام مالکؒ بابت تقلید	۲۳
۱۴	اقوال امام شافعیؒ بابت تقلید	۲۵
۱۵	حدیث رسول کو چھوڑ کر قول پر عمل کرنا حرام ہے	۲۶
۱۶	امام شافعی کے مذہب میں عمل بالحدیث زیادہ ہونے کی وجہ	"
۱۷	میں اپنے خلافِ حدیث اقوال سے رجوع کرتا ہوں	۳۰
۱۸	میری تقلید مت کرنا	"
۱۹	اقوال امام احمد بن حنبلؒ	۳۱
۲۰	کسی کی رائے حجت نہیں، حجت حدیث رسول ہے	"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱	حدیث رسول کی اتباع کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کرنا	۳۳
۲۲	ائمہ کے متبعین کا ان کے خلافِ سنت اقوال کو ترک کر دینا	۳۵
۲۳	شکوک وشبہات اور ان کے جوابات	۳۹
۲۴	احادیث ...... اختلاف امتی رحمۃ	۴۰
۲۵	اختلاف امت رحمت نہیں زحمت ہے	۴۲
۲۶	پہلا فرق سبب اختلاف کے اعتبار سے	۴۳
۲۷	خلفاء عباسیہ کا مؤطا کو قانون بنانے کا ارادہ	۴۶
۲۸	دوسرا فرق اثر و نتیجہ واختلاف کے اعتبار سے	۴۹
۲۹	تقلید پر اصرار کا ایک انتہائی مضر پہلو	۵۱
۳۰	تیسرا شبہ	۵۳
۳۱	طالب حق متبع سنت کے اوصاف ابن عبدالبر کے کلام میں	۵۵
۳۲	چوتھا شبہ' ائمہ کی تغلیط' ان کی تنقیص ہے	۵۶
۳۳	تقلید جامد پر اصرار سے البتہ نبی کی تنقیص لازم آتی ہے	۵۷
۳۴	پانچواں شبہ' تقلید شخصی کے وجوب کی بعض مزعوم وجوہ	۵۹
۳۵	مذاہب کی رخصتوں پر عمل کرنا	۶۰
۳۶	تقلید شخصی سے متعلق خوش فہمی	۶۲
۳۷	چھٹا شبہ' غیر مقلدین بھی کسی نہ کسی کی تقلید کرتے ہیں	۶۳
۳۸	قبول روایت تقلید نہیں	۶۴
۳۹	اہلحدیث کسی کے مقلد نہیں	۶۶
۴۰	مقلدین کو اپنے ہی امام کے مذہب کی تلاش رہتی ہے	۶۷
۴۱	حق دائر ہے	۶۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب سلفی دعوت اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ

۴۲	پیش لفظ	۶۹
۴۳	اجتہاد کی ضرورت	۷۱
۴۴	اجتہاد کس طرح؟	۷۶
۴۵	مجتہد مطلق کا تصور	۸۱
۴۶	تغیر پذیر اور غیر تغیر پذیر اصول	۸۴
۴۷	راہ کی دشواریاں	۹۱
۴۸	ائمہ اربعہ کون ہیں؟ ان کے بارے میں ہمارا موقف	۹۷
۴۹	اہل حدیث اور ائمہ اربعہ	۱۱۰
۵۰	خاتمہ از شیخ الحدیث مولانا قدرت اللہ فوق	۱۱۴
۵۱	اہل حدیث کا تعارف	" "
۵۲	مسلک اہل حدیث، مسلک اہل ایمان	" "
۵۳	لقب اہل حدیث	۱۱۷
۵۴	حدیث سے مراد فرمان رسول ہے	۱۱۸
۵۵	فقہ حنفی سے ثبوت	۱۱۹
۵۶	اہل حدیث کا وجود	۱۲۰
۵۷	ابن خلدون کی گواہی	۱۲۲
۵۸	شیخ عبدالقادر جیلانی کی وضاحت	" "
۵۹	امام ابن تیمیہ کی صراحت	" "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کی تردید

اور

اِتباع سُنّت کی تاکید

ائمہ اربعہ کے اقوال سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جن باتوں کی تعلیم دی ہے ان میں باہمی اتحاد و اتفاق کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں مختلف اسلوب سے اتحاد کی منفعت کو واضح کیا گیا ہے اور اختلاف و افتراق کی مذمت کی گئی ہے۔ گذشتہ اقوام کی تاریخ ذکر کر کے بھی اس حقیقت کو ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ صفحہ ہستی پر باوقار اور با اقبال زندگی کے نقوش ثبت کرنے کے لیے قوم کا متحد و متفق ہونا ضروری ہے اگر کسی دور میں ایسی شخصیت موجود نہ ہو جس کی قیادت پر لوگ مطمئن ہو سکیں تو بھی یہ حکم ہے کہ ادنیٰ شخص ہی کو قائد و رہنما بنا کر اس کے گرد لوگ جمع ہو جائیں اور اجتماعی زندگی بسر کریں۔

مگر افسوس ہے کہ اسلام کی اس واضح تعلیم کے باوجود امت میں نفرت و اختلاف کے جراثیم سرایت کر گئے اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (تمام مسلمان بھائی ہیں) کے پیغام کی حامل یہ قوم مختلف فرقوں اور ٹولیوں میں بٹ گئی اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے انفرادی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے پوری کوشش صرف کی۔ اختلاف کا یہ مرض جب امت کے جسم مطہر کو لاحق ہوا تو پھر اس کے ضمن میں دوسرے بہت سے امراض بھی چلے آئے اور مسلمانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی میں قوت و پاکیزگی کا نمایاں عنصر کمزور پڑتا چلا گیا۔

گروہ بندی کی منطق کو جب امت نے تسلیم کر لیا تو پھر مختلف گروہوں میں صف آرائی بھی شروع ہو گئی، ایک دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے ہر طرح کے وسائل اختیار کئے جانے لگے بہتان طرازی و تہمت تراشی کے نمونے بھی دیکھنے میں آئے اور ان سب کے بعد باہم معرکہ آرائی کی نوبت بھی آئی۔

اختلاف کے اسباب و محرکات خواہ کچھ بھی بتائے جائیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امت کے پاس کتاب و سنت کی ایسی واضح تعلیمات موجود تھیں جن سے ہر طرح کے اختلاف کو دور کر کے منتشر افراد کو ایک رشتے میں پرویا جا سکتا تھا، جماعت اہلحدیث نے اسی دعوت کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور امت کے اتحاد کے لئے واضح خطوط متعین کئے۔ گروہی عصبیت کی حدت کو کم کرنے میں اس دعوت کا خاصا اثر ہوا اور مسلمان بڑی حد تک شخصیت پرستی کی بندش سے نجات پا گئے۔

جو لوگ گروہ بندی کو ہوا دینا چاہتے تھے انھیں جماعت کی اس دعوت سے دشمنی پیدا ہو گئی اور اپنے مفاد کے لئے انھوں نے اس جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش شروع کر دی، عوام کو جماعت سے متنفر کرنے کے لئے بے جا الزامات کا سہارا لیا گیا اور بہتان تراشی کے ذریعہ جماعت کی دعوت کو بے اثر بنانے کی کوشش کی گئی۔ جماعت چونکہ کسی خاص امام کی تقلید کے بجائے کتاب و سنت کی اتباع کی قائل ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مقابلہ میں کسی امام، عالم یا بزرگ کے قول کو واجب العمل تسلیم نہیں کرتی اس لئے اسے اہل غرض کی جانب سے مختلف قسم کے الزامات و شبہات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اتباع کتاب و سنت کے نظریہ سے کد رکھنے والے جماعت اور اس کی فکر کو طرح طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں سادہ لوح عوام کو ایک تصور یہ دیا جاتا ہے کہ ائمہ دین نے کتاب و سنت کے بجائے اپنی تقلید کو پسند کیا ہے اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے۔ یہ تصور جس طرح قرآن و حدیث کے صریح احکام اور اسلام کی روح کے مخالف ہے اسی طرح تاریخ و واقعہ کے بھی خلاف ہے۔ جو لوگ اسے رائج کرنا چاہتے ہیں وہ تلبیس سے کام لے رہے ہیں ائمہ دین سے متعلق یہ سوچنا کہ وہ کتاب و سنت کی پیروی کے بجائے امت کو تقلید کا حکم دے گئے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مقابلہ میں ان کے سامنے کوئی اور نمونہ رکھ گئے .... خود ان ائمہ اور پھر تاریخ پر کھلی زیادتی ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے پہلے جزء کا مطالعہ کافی ہوگا۔

جماعت اہل حدیث پر دوسرا الزام یہ عائد کیا جاتا ہے کہ یہ جماعت ائمہ اربعہ کی مخالف اور بزرگان دین کی دشمن ہے اور ان کے مرتبہ کا احترام نہیں کرتی۔ جن لوگوں نے اس الزام کو پھیلایا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث نہ تو ائمہ اربعہ کی علمی عظمت و جلالت کی منکر ہے، نہ ان کے تقویٰ اور بزرگی میں اسے کوئی شبہ ہے اور نہ ہی اولیاء و صلحاء کے احترام میں کسی طرح کی تقصیر کو وہ جائز تصور کرتی ہے لیکن عوام کے دلوں میں نفرت کا بیج بونے اور لوگوں کو کتاب و سنت کی تعلیمات سے دور رکھ کر اپنا مقصد حاصل کرنے اور جماعت کے واضح نصب العین سے طالبان حق کو دور کرنے کے لئے اس طرح کی الزام تراشی کا سہارا لیا جاتا ہے اور جماعت کو بدنام کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

افترا پردازی و الزام تراشی کی یہ مہم صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی جاری رہی اور ہر جگہ حق پسندوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جماعت سے عوام کو بدگمان و متنفر کرنے کے لئے الزام تراشی کا سلسلہ زیادہ تر زبانی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینہ بسینہ چلتا رہا کیونکہ تحریر کی صورت میں رسوائی کا اندیشہ تھا لیکن ہم نے ایسے "جرأت مند" بھی دیکھے ہیں جو عام جلسوں میں اس طرح کے الزامات کو بلا ثبوت دہراتے ہوئے لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ اس جماعت سے دور رہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ علمی ترقی کے اس دور میں جہاں بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئیں اور عوام کو یہ موقع ملا کہ مختلف جماعتوں کے حقیقی چہروں کو ماضی کی روشنی میں دیکھ سکیں وہیں یہ بھی ہوا کہ بعض مخلص و حق پرست علماء نے اس موضوع کو اپنے مقالات اور تصنیفات کے ذریعہ واضح کیا اور مدلل طور پر ثابت کیا کہ جماعت اہل حدیث نہ تو ائمہ کی توہین کرتی ہے، نہ ان کے تقوی اور بزرگی کی منکر ہے نہ ائمہؒ نے کتاب و سنت کو چھوڑ کر تقلید کی دعوت دی ہے۔ جماعت کا کہنا صرف یہ ہے کہ اگر کسی بھی مسئلہ میں حدیث رسول موجود ہے تو پھر ہمیں کسی امتی کے قول و عمل کو اہمیت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ائمہ دین نے کبھی بھی کتاب و سنت کے مقابلہ میں اپنی تقلید کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ یہ صراحت کی ہے کہ جو کچھ صحیح احادیث سے ثابت ہے وہی ان کا مذہب ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم کارنامہ علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اہلحدیث کا مذہب" ہے اس میں علامہ مرحوم نے ان تمام مسائل کو جمع کیا ہے جن میں اہلحدیث جماعت کو طعنہ دیا جاتا ہے، اور پھر دلائل کے ذریعہ جماعت کے نقطۂ نظر کو واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہل حدیث کے رویہ میں نہ تو کسی طرح کی گستاخی ہے نہ توہین۔

جدید دور کے علماء میں محدث شام علامہ محمد ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب "صفۃ صلاۃ النبیؐ" کے مقدمہ میں انتہائی مدلل و دلنشیں انداز میں کتاب و سنت کی غیر مشروط پیروی کے وجوب سے متعلق ائمہ اربعہؒ کے نقطۂ نظر کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح ان ائمہ نے تقلید و شخصیت پرستی سے روکا ہے اور یہ تلقین کی ہے کہ کتاب و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے ہوتے ہوئے ان کے یا کسی بھی امتی کے قول کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔

اس کے علاوہ مصر کے فاضل نوجوان شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق نے ایک پرمغز رسالہ لکھا ہے جس میں موصوف نے ایسے تمام مسائل کو تو ذکر نہیں کیا ہے جن میں اہلحدیث جماعت کو طعنہ دیا جاتا ہے لیکن اجتہاد کے موضوع پر اچھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اجتہاد کی ضرورت کب پیش آتی ہے اس کا حکم کیا ہے۔ اس دور میں اجتہاد کا دروازہ بند ہے یا کھلا؟ پھر موصوف نے یہ بتایا ہے کہ جماعت اہلحدیث ائمۂ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کی قائل نہیں تو اس کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا یہ جماعت ائمۂ اربعہ کی منزلت شناس ہے یا ان کے حق میں گستاخ؟

زیر نظر کتاب میں ہم علامہ البانی کے مقدمہ اور شیخ عبدالرحمٰن کے رسالہ کا اردو ترجمہ قارئین کرام کے سامنے پیش کر رہے ہیں تاکہ حق پسندوں کو صحیح صورت حال کا علم ہو جائے اور وہ دین کے سلسلہ میں کسی طرح کی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ علامہ البانی کے مقدمہ کا اردو ترجمہ جامعہ فیض عام کے لائق استاذ مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نے اور شیخ عبدالرحمٰن کے رسالہ کا ترجمہ ادارۃ البحوث الاسلامیہ کے رفیق عزیزی مولوی عبدالوہاب حجازی نے کیا ہے جنہیں اس طرح کے موضوعات سے دلچسپی اور جدید عربی اسلوب کا ستھرا ذوق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولفین اور مترجمین کو جزائے خیر دے اور اس تحریر سے مسلمانوں کو نفع پہونچائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مقتدیٰ حسن ازہری

جامعہ سلفیہ بنارس، ۲۲ صفر ۱۴۰۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ مترجم

یہ رسالہ محدث العصر علامہ محمد ناصرالدین البانی۔ حفظہ اللہ تعالیٰ۔ کی کتاب "صفۃ صلوٰۃ النبی" کے مقدمہ کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جس میں اولاً ائمہ اربعہ کے ان اقوال کو بیان کیا گیا ہے جن میں انھوں نے سنت کی اتباع کرنے اور اپنے خلاف سنت اقوال کو ترک کر دینے اور تقلید نہ کرنیکی تاکید کی ہے۔ بعد ازاں شکوک و شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

موضوع کی مناسبت سے مذکورہ حصہ کا ترجمہ پیش کرنے سے پہلے۔ تقلید کی تعریف، توضیح اور مختصر تاریخ بیان کر دینی مناسب اور مفید معلوم ہوتی ہے۔

تقلید کی تعریف فقہاء نے تقلید کی تعریف یہ بیان کی ہے "التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ" (مسلم الثبوت) "التقلید اخذ القول من غیر معرفۃ دلیلہ" (جمع الجوامع)

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں اس کی تشریح یہ ہے:۔

تقلید کہتے ہیں کسی (غیر نبی) کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ وہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا (کہ اس قول کی دلیل کیا ہے۔ ف) (الاقتصاد ص۱۷)

اس لئے تقلید شخصی کی تعریف یہ ہوئی کہ "ہر مسئلہ میں کسی ایک معین امام کے قول کو لینا اور اسی پر عمل کرنا قطع نظر از یں کہ اس کی دلیل کیا ہے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا بریں "کسی کا قول اس کی دلیل معلوم کر کے لینا تقلید نہیں ہے" جمع الجوامع لابن السبکی ج ۲ صفحہ ۳۹۲ اسی طرح قول کے ساتھ دلیل بھی پڑھ لینا اور معلوم کرنا اور اس پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے چنانچہ مولانا مرتضی دیوبندی فرماتے ہیں "جس مسئلہ کی دلیل پڑھا جائیگا اسی مسئلہ میں بجائے مقلد کے غیر مقلد ہوتا جائیگا۔ مقلد جب تک مقلد ہے دلیل کا علم نہ ہو گا" (العدل شمارہ ۰ رجون ۱۹۲۶ء)

اور تقلید شخصی (اہل تقلید کے نزدیک) چونکہ واجب ہے اس لئے ایک مسلمان کیلئے گویا یہ ضروری ہے کہ وہ ہر مسئلہ میں کسی ایک معین امام کی طرف جس کے مذہب کا اس نے التزام کیا ہے رجوع کرے اسی کے قول پر بہر حال عمل کرے۔ اور اس کے ماخذ و دلیل کی تحقیق نہ کرے (کہ آیا کتاب و سنت سے اس کی دلیل کیا ہے)[۱] کیونکہ اس کے امام کا قول ہی اس کے لئے دلیل ہے چنانچہ مسلم الثبوت وغیرہ میں لکھا ہے "اما المقلد فمستنده قول امامه" یعنی مقلد کی دلیل اس کے امام کا قول ہے۔ اور توضیح تلویح میں ہے کہ مقلد یوں کہے گا کہ یہ حکم میرے نزدیک صحیح ہے کیونکہ میرے امام کی یہی رائے ہے"

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ وہ اہل علم جو تفسیر و حدیث۔ فقہ اصول فقہ وغیرہ علوم سمجھ کر پڑھتے پڑھاتے ہیں مقلد نہیں بلکہ غیر مقلد ہیں۔ کیونکہ ان علوم کے پڑھنے سے مسائل بھی معلوم ہوتے ہیں اور ان کے دلائل کا بھی علم ہوتا ہے فقہ کی تو تعریف ہی یہ کی گئی ہے " العلم بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ عن ادلتها التفصیلیۃ .. (مسلم الثبوت وغیرہ) یعنی فقہ وہ علم ہے جس کے پڑھنے سے شرعی احکام کی معرفت دلیلوں کے ساتھ حاصل ہو اور اصول فقہ کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے "علم اصول فقہ ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کی مدد سے علی وجہ التحقیق فقہ حاصل ہو سکے" (توضیح) اور اس علم کا فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا جاننے والا صحیح طور سے مسائل استنباط کر سکے۔ [۲] یہ منقول از تنقید تقلید ص ۹ مولفہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ [۳] مسئلہ تو پوچھے لیکن اس پر عمل کرنے کیلئے اسکی دلیل نہ پوچھے یہ ایک امر زائد ہے۔ (تقلید کا ترک لازم آئیگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تحقیق کے بعد اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس سلسلہ میں ہمیں قرآن و حدیث صحابہ و تابعین اور خود ائمہ متبوعین سے کیا رہنمائی ملتی ہے، آیا وہ اس قسم کی تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں یا نہیں۔۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس بات کی بھی وضاحت ان علماء و مشائخ کی تصریحات کی روشنی میں کیجائے جو خود اہل تقلید سے تعلق رکھتے ہیں یا اس سے وابستہ سمجھے جاتے ہیں۔

کتاب و سنت میں ایسی نصوص تو بکثرت ہیں، جن میں بصراحت و تاکید یہ حکم دیا گیا ہے ایک مومن کے ذمہ سب سے پہلے منجانب اللہ جو فرض عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت خدا اور رسول کے احکام کی پیروی کرے اور زندگی کے ہر معاملے میں قرآن و حدیث سے رہنمائی طلب کرے۔ اور جو کچھ احکام وہاں سے مل جائیں ان کی بلا چوں و چرا اطاعت کرے، ان کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا حکم قابل عمل نہ سمجھے خواہ یہ حکم کسی کا ہو اس مضمون کی آیات و احادیث بہت مشہور ہیں ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

۱۔ کیا تقلید شخصی کا قرآن و حدیث سے ثبوت ہے؟

لیکن کیا قرآن و حدیث میں ایسی بھی کوئی نص ہے جس میں تقلید شخصی اور مذہب معین کے التزام کو واجب قرار دیا گیا ہو؛ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خواہ عامی ہو یا عالم کہ جس کے اندر کتاب و سنت سے براہ راست مسائل و احکام معلوم کر لینے کی اہلیت اور تحقیق مسائل کی قدرت ہے، ہر ایک کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام شرعی معاملات و مسائل میں فلاں امام یا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک معین امام کی طرف ہمیشہ رجوع کرے اور وہاں سے جو فتویٰ اور رہنمائی ملے اسی پر بہر حال عمل کرے قطع نظر اس کے کہ کتاب و سنت سے اسکی دلیل کیا ہے؟

اس سوال کے جواب کیلئے بطور نمونہ چند علماء محققین کی تصریحات ملاحظہ ہوں:۔

علامہ عابد سندھی نے طوالع الانوار حاشیہ درمختار میں شیخ ابو المعالی سندھی سے نقل کیا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجتہد معین کی تقلید شخصی کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ عقلی نہ شرعی جیسا کہ امام ابن الہمام حنفی نے فتح القدیر شرح ہدایہ اور تحریر الاصول میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح شیخ ابن عبدالسلام نے منتہی الاصول میں اور محقق عضدالدین شافعی نے بھی اسکی تصریح کی ہے تقلید شخصی واجب نہیں ہے اور ابن امیر حاج حنفی نے تحبیر شرح تحریر میں بیان کیا ہے کہ قرون سابقہ کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ قاضی اور مفتی کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ ایک مجتہد معین کی تقلید کرے کہ ہر مسئلے میں اسی کے قول پر فتویٰ دے"۔ (معیار الحق صـ مولفہ شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابن الہمام اور علامہ محب اللہ بہاری: مسلم الثبوت میں ہے کہ اگر کوئی شخص مذہب معین کا التزام کرنے خواہ وہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہو یا کسی دوسرے کا تو آیا اس پر ہمیشہ قائم رہنا بھی واجب ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں، کیونکہ واجب وہی چیز ہوتی ہے جو خدا نے واجب کی ہو اور خدا نے کسی شخص پر یہ واجب نہیں کیا ہے کہ وہ کسی امام کے مذہب کا التزام کرے، ابن الہمام نے تحریر میں لکھا ہے کہ میرا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ التزام لازم نہیں ہے، کیونکہ التزام کیلئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے"۔ (فواتح الرحموت صـ ۶۲۸، ۶۲۹)

علامہ ابن امیر الحاج نے بھی شرح تحریر میں یہی لکھا ہے کہ "ایک مذہب کا التزام سمعی دلیل (یعنی قرآن و حدیث) سے ثابت نہیں ہے ...... اللہ اور اس کے رسول نے کسی پر یہ واجب نہیں کیا ہے کہ وہ ایک امام کے مذہب کا التزام کرے اور ہر مسئلے میں اسی کی تقلید کرے" (معیار الحق صـ ۶۰، ۶۱)

مولانا عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں "حق یہی ہے کہ مذہب معین کا التزام لازم نہیں ہے۔ اس کو لازم کہنا نئی شریعت قائم کرنا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب واحد کی اتباع (یعنی تقلید شخصی کے التزام) کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے ،، (صـ ۶۲۹)

اور شرح تحریر میں فرماتے ہیں کہ "شارع کی طرف سے فقط اس بات کا مکلف بنایا گیا ہے کہ لاعلی التعیین کسی مجتہد کے قول پر عمل کرے ۔ اور ایک مجتہد کے فتویٰ کی عمل کیلئے تخصیص کر لینا (یعنی تقلید شخصی) بلا دلیل چیز ہے ، جو التفات کے قابل نہیں ، بلکہ وہ بغیر کسی حجت کے شریعت کے حکم کو بدل دینا ہے ۔ اور اللہ کی رحمت کو تنگ کر دینا ہے " (معیار الحق صـ ۱۷)

شاہ ولی اللہ صاحب قول سدید میں اور ملا علی قاری شرح عین العلم میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اس بات کا مکلف نہیں بنایا ہے کہ (ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک امام کی تقلید اختیار کر کے) حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی بنے ،، ملا علی قاری فرماتے ہیں " بلکہ اللہ نے اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ اگر اہل علم ہوں تو خود سنت پر عمل کریں اور اگر بے علم ہوں تو اہل علم سے دریافت کر لیں ،، (ایضاً صـ ۵۳)

اسی طرح اور بھی بہت سے علمائے محققین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ معین مذہب فقہی کا التزام واجب اور ضروری نہیں ہے ، نہ اس کی پیروی دائماً لازم رہتی ہے تفصیل کیلئے معیار الحق کا مطالعہ کیجئے ۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ ،، مذہب فقہی اسی کا ہو سکتا ہے جس کو کچھ نظر و استدلال یعنی دلیل و احکام کی معرفت اور مذاہب ائمہ کی پوری واقفیت ہو یا اس نے اس مذہب کے فروع میں کوئی کتاب پڑھی ہو اور اپنے امام کے فتاویٰ اور اقوال کی خود معرفت رکھتا ہو ، مختصر یہ کہ عالم ہو ، لیکن اس کے سوا جو عامی اور بے علم ہو تو اس کا کوئی مذہب نہیں ، بلکہ اس کا مذہب وہی ہے جو اس کے مفتی کا ہے ، مفتی اسکو جو بتا دے عامی کا اپنے کو حنفی شافعی کہنا لغو بات ہے جیسے اس کا یہ کہنا کہ میں فقیہ ہوں یا میں نحوی ہوں ، (شامی جلد ۳ صـ ۱۹۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمار کرام کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث سے تقلید شخصی اور اس کا وجوب ثابت نہیں ہے۔

۲۔ صحابہؓ وتابعین کا طرزِ عمل

ابن الہمام، شاہ ولی اللہ وغیرہ علمار کرام جن کا ذکر سطور بالا میں گذرا ہے ان سب نے مذکورہ اقوال کے ضمن میں اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ عہد صحابہ وتابعین میں لوگ کبھی کسی مفتی سے مسئلہ پوچھتے کبھی کسی سے۔ ایک مفتی کا التزام اور تقلید شخصی پر عمل نہ تھا، مگر میں یہاں متقدمین میں سے کسی کا کلام نقل کرنے کے بجائے علمار عصر حاضر میں سے ایک ممتاز عالم دین اور مستند مورخ یعنی حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی۔ دامت برکاتہ۔ کا کلام نقل کرنا زیادہ مناسب اور مفید سمجھتا ہوں، موصوف اپنی مشہور تالیف "تاریخ دعوت وعزیمت" حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

دورِ تقلید سے پہلے

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری سے پیشتر (صحابہ تابعین اور اتباع تابعین وغیرہ کے عہد میں) کسی ایک امام یا کسی ایک مذہب فقہی کی تقلید کا رواج نہیں ہوا تھا۔ لوگ کسی ایک عالم کی تقلید یا کسی ایک مذہب کی تعیین اور التزام کے بغیر عمل کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ شریعت پر عمل کر رہے ہیں، اور براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے ہیں اسی طرح سے ضرورت کے وقت کسی معتبر عالم سے مسئلہ دریافت کر لیتے تھے اور عمل کرتے تھے، چوتھی صدی میں بھی کسی ایک مذہب کی تقلید خالص اور اس کے اصول وطریق پر تفقہ حاصل کرنے اور فتویٰ دینے کا دستور عام نہیں تھا،[۱]

[۱] یعنی ائمہ اربعہ میں سے بعض کے ڈیڑھ سو کسی کے ڈھائی سو سال بعد بھی انکی تقلید کا رواج نہیں تھا، ان میں زمانہ کے لحاظ سے پہلے امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے اور چوتھے امام احمدؒ ہیں ان کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی ہے (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بلکہ چوتھی صدی کے بعد بھی جس میں تقلید شخصی اختیار کی گئی عرصہ تک اس میں وہ تعیین والتزام اور تقلید شخصی کی وہ پابندی نہیں پیدا ہوئی تھی جو بعد کی صدیوں میں نظر آتی ہے رفتہ رفتہ تعیین والتزام اور تقلید شخصی کو اختیار کیا گیا، لیکن اس کی حیثیت بھی تشریعی نہیں بلکہ انتظامی تھی۔" (ص ۲۴۴، ۲۴۸)

• لیکن رفتہ رفتہ عوام میں جہالت نے اثر کیا اور کہیں کہیں ائمہ کی حیثیت وسائط و وسائل کے بجائے مقصود اور ایک طرح سے شارع اور مطاع کی پیدا ہوگئی لوگوں کو ان مذاہب سے بالذات دلچسپی اور ان کی اس درجہ عصبیت پیدا ہوگئی وہ کسی حال میں ان کے ایک شوشہ یا نقطہ سے دستبردار ہونیکے لئے تیار نہیں تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہت سے علماء کی یہ حالت تھی کہ ان کو اپنے مذہب اور عمل کے خلاف کیسی ہی صحیح اور صریح احادیث ملیں وہ اس مسئلہ کو ترک کرنے اور احادیث پر عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے اور ان کی طبیعت اس کیلئے منشرح نہیں تھی (ص ۲۴۸)

معلوم ہوا کہ خیر امت صحابہ و تابعین اور اتباع تابعین کے اس عہد میں جس کے خیر اور بہتر ہونیکی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے تقلید شخصی کا ثبوت اور اس پر عمل نہیں تھا،

۳۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے بھی لوگوں کو تقلید سے منع ہی کیا ہے۔ اور اس بات کی تاکید کی ہے کہ ان کے اقوال کو پرکھ کر لیا جائے جو کتاب و سنت کے موافق ہو اسے قبول کیا جائے اور جو خلاف ہو اسے ترک کر دیا جائے، (ان کے اقوال کی تفصیل و تشریح آئندہ صفحات میں اصل رسالہ کے اندر آ رہی ہے)

اس طرح ان ائمہ عظام نے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ "المجتہد یخطی ویصیب" مجتہد کے اقوال خطاء و صواب دونوں کا احتمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں۔ ان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں اور رو واقع ہوئی ہیں، اسی وجہ سے وہ اپنے بہت سے اقوال سے رجوع کرتے رہے ہیں، اور ان کے تلامذہ اور ہر دور میں ان کے مسلک سے وابستہ علماء بھی ان کے بعض اقوال سے اختلاف کرتے اور اس کے خلاف فتویٰ دیتے رہے ہیں خطا سے پاک یعنی معصوم ہونا نبی ہی کی شان ہے اور کسی بشر کی یہ شان نہیں، اس لئے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ دوسرے کسی بھی انسان کی تمام باتوں کو بہر حال واجب التسلیم قرار دینا کسی طرح معقول نہیں کیا جا سکتا۔

نتیجہ و مطلوب

الغرض علماء کرام کی مسطورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اور مذہب معین کے التزام کے بغیر کتاب و سنت کے اتباع کی دعوت ایک صحیح دعوت ہے، اور یہ طرز عمل معقول اور سلف صالحین کے طرز عمل کے عین مطابق ہے کہ ایک مسلمان اگر صاحب علم ہو اور اس کے اندر اہلیت اور علمی قابلیت ہو تو خود براہ راست قرآن و حدیث سے احکام معلوم کر سکتا ہے (قرآن و حدیث کوئی پیچیدہ معمہ نہیں ہیں کہ علم و اہلیت کے باوجود اب کوئی بھی اس کے صریح اور منصوص احکام کو بھی خود نہیں سمجھ سکتا۔ ایسا ہوتا تو اہل تقلید آج کیسے قرآن کریم کی تفسیر اور کتب حدیث کی شروح لکھتے) اور اگر کسی معاملہ میں قرآن و حدیث سے صاف طور پر کوئی حکم نہ ملے یا کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو علماء اور مجتہدین امت (صحابہ و تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ دین۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔) کی تشریحات اور ان کے اقوال و اجتہادات کی طرف رجوع کرے، پھر جس امام و مجتہد اور عالم کا قول اسکو اوفق بالکتاب والسنۃ اور اقرب الی الصواب معلوم ہو اسی کے مطابق عمل کرے اور اگر خود اپنے اندر اجتہاد کی اہلیت پاتا ہو تو شرائط اجتہاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود بھی اجتہاد کر سکتا ہے خصوصاً ایسے جدید مسائل میں جن کے متعلق مجتہدین سلف سے کوئی تصریح نہیں ملتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر بے علم ہو تو جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے انصاف میں لکھا ہے "کسی اہل علم سے (جس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ دین کا صحیح علم رکھتا ہے) یوں دریافت کرلے کہ فلاں مسئلہ میں اللہ اور رسول کا کیا حکم ہے" قرآن میں ہے کہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ (اگر تم بے علم ہو تو اہل علم سے دلیلوں کے ساتھ پوچھ لو) اور یہ معلوم ہے کہ ادلہ شرعیہ چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس، ان میں اصل الاصول صرف پہلے دو ہیں، اور قیاس واجتہاد کی ضرورت صرف غیر منصوص احکام میں ہوتی ہے منصوص احکام میں اس کا کوئی اعتبار نہیں، اور ایک عامی بے علم جسے قرآن وحدیث کا علم ہے نہ اقوال ائمہ کا، اسے دین کا کوئی مسئلہ اپنے ہم زمانہ کسی علماء سے دریافت کرنے ہی سے معلوم ہوگا تو ظاہر ہے معقول بات یہی ہے کہ وہ بجائے کسی امام کا قول دریافت کرنے کے خدا اور رسول کا قول اور ان کا حکم دریافت کرے اور اس عالم کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن وحدیث کا حکم مذکورہ بالا طریقہ پر سائل کو بتا دے بروقت نہ معلوم ہو تو اپنے سے اعلم سے پوچھ لے یا سائل کی اس کی طرف رہنمائی کردے۔ فقہی مذہب سے وابستہ علماء کرام بھی کوئی مسئلہ معلوم نہ ہونے یا سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ

ان توضیحات سے یہ حقیقت بھی بالبداہتہ معلوم ہوئی کہ عدم تقلید اور اجتہاد میں لزوم نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو (امام معین کا) مقلد نہ ہو ضروری ہے کہ وہ مجتہد ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ دور تقلید سے پہلے قرون اولیٰ کے مسلمان کسی امام کے مقلد نہیں تھے۔ لیکن سب لوگ نہ مجتہد تھے نہ سب عالم تھے۔ بلکہ ان میں عالم ومجتہد اور عامی وبے علم دونوں ہی قسم کے لوگ تھے اور سب متبع سنت تھے۔

الغرض مسلک اہلحدیث یعنی کسی امام معین کی تقلید اور اس کے مذہب ومسلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی لازمی پابندی کے بغیر کتاب و سنت کی اتباع و پیروی کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ ہر فرد مجتہد یا عالم ہو، جیسے کہ امام معین کی تقلید اور اس کے مذہب کے مطابق عمل کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر فرد مقلد کو اس مذہب کی فقہ کا علم ہو اور وہ عالم (بالفقہ) ہو، یہ بات بالکل عیاں ہے۔ عیاں راچہ بیان

رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے اور ہر معاملے میں کتاب و سنت کے ساتھ تمسک کرنے کی توفیق بخشے۔ اس رسالے کو ناظرین کے لئے مفید اور مؤلف و مترجم اور ناشر کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

ان اُرید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ

محفوظ الرحمن فیضی

جامعہ فیض عام مئو۔

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی نے لوگوں کو اپنی تقلید کی دعوت نہیں دی ہے بلکہ سب نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے، اور تمسک بالکتاب والسنۃ، حق اور دلیل کی اتباع اور اپنے ان اقوال کو جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں ترک کر دینے کی تاکید کی ہے، اس بارے میں ائمہ اربعہؒ کے بہت سے اقوال ہیں، ہم ان سب کو یا بعض کو جو ہمیں مل سکے ہیں بیان کر دینا مفید سمجھتے ہیں، شاید اس میں ان لوگوں کیلئے کچھ موعظت ونصیحت ہو جو ان ائمہ کرام بلکہ ان سے بدرجہا کمتر لوگوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں[1]، اور ان کے مذاہب واقوال کے ساتھ اس طرح چمٹے رہتے ہیں گویا وہ منزل من السماء ہیں، حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ۭ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

(اعراف: ۳)

لوگو! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو، مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔

---

[1] امام طحاوی نے اپنے قول "لا یقلد الا عصبی او جاهل"، (کوئی متعصب یا جاہل ہی تقلید کریگا) میں یہی اندھی تقلید مراد لی ہے، موصوف کا یہ قول ابن عابدین نے "رسم المفتی" میں نقل کیا ہے ملاحظہ ہو، "مجموعہ رسائل ابن عابدین" ج ۱ ص ۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

پہلا قول | اذا صح الحدیث فھو مذھبی [1] | جب کوئی صحیح حدیث ملے تو اس پر عمل کرنا ہی میرا مذہب ہے۔

[1] ابن عابدین: ردالمختار حاشیہ درمختار (معروف بہ شامی) (۱/۶۳) رسم المفتی مطبوعہ ضمن "مجموعہ رسائل ابن عابدین" (۱/۴)، صالح فلانی: ایقاظ الھمم (ص ۶۲)، دیگر علماء نے بھی امام صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے، ابن عابدین نے ابن الہمام کے شیخ، ابن الشحنۃ الکبیر کی کتاب "شرح ہدایہ" سے یہ نقل کیا ہے کہ:

"جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے اور (امام صاحب کے) مذہب کے خلاف ہو تو عمل حدیث پر کیا جائیگا، اور یہی امام صاحب کا مذہب ہوگا۔ اور ان کا مقلد اس حدیث پر عمل کرنے کے سبب حنفیت سے خارج نہیں ہو جائیگا، کیونکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" میرا مذہب صحیح حدیث ہے امام ابن عبدالبر نے یہ قول امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر ائمہ سے بھی نقل کیا ہے"۔

میں کہتا ہوں، یہ ان ائمہ کرام کے کمال علم و تقویٰ کی دلیل ہے کہ انھوں نے یہ کہہ کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ انھیں تمام احادیث کا علم نہیں ہے، اور امام شافعی نے تو یہ بات صراحت کے ساتھ کہی ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ائمہ دین نے حدیث کے ساتھ تمسک کرنے اور اسی کو ان کا مذہب قرار دینے کی ہمیں اس لئے ہدایت کی ہے کہ ممکن ہے ان سے اس حدیث کی جو ان کو پہونچی نہیں ہے، مخالفت ہو گئی ہو، رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا قول

لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا مالم یعلم من این اخذناہ۔[1]

کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے تا آنکہ اس کا ماخذ نہ جان لے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی

جو شخص میرے قول کی دلیل نہ جانے اسے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے۔

---

[1] ابن عبدالبر؛ الانتقاء فی فضائل الائمۃ الفقہاء (ص ۱۴۵) ابن القیم: اعلام الموقعین (۲/۳۰۹) ابن عابدین: حاشیہ البحر الرائق (۶/۲۹۳)، رسم المفتی (ص ۲۹، ۳۲) شعرانی: میزان کبری (۱/۵۵) بروایت ثانیہ۔ تیسری روایت عباس دوری نے تاریخ لابن معین (۶/۷۷/۱) میں امام زفر سے بسند صحیح روایت کیا ہے، ایسے ہی اقوال امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں امام زفر، امام ابویوسف اور عافیہ بن یزید سے بھی منقول ہیں۔ ملاحظہ ہو ایقاظ الہمم (ص ۵۲)۔ ابن القیمؒ نے اس قول کے امام ابویوسف سے بصحت منقول ہونے کو جزم ویقین کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ (۲/ ص ۳۴۴)۔ فاننا انا بشر الخ والی زیادتی ابن عبدالبر اور ابن القیم وغیرہ کے حوالہ سے "ایقاظ الہمم" کے حاشیہ میں مذکور ہے۔

بہرکیف یہ ائمہ کرام ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے قول کی دلیل سے واقف نہ ہوں اور ان کے قول پر فتویٰ دیں، یہ ارشاد فرما گئے ہیں، تو پھر سوچئے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو یہ جاننے کے باوجود کہ دلیل ائمہ کے خلاف ہے ائمہ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں (اور اپنے امام کی ہدایت کے علی الرغم یہ کہتے ہیں کہ "امام صاحب کے قول پر فتویٰ واجب ہے اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ ان کی دلیل کیا ہے ..... یہ صاحب البحر الرائق نے لکھا ہے اور شامی نے رسم المفتی (باقی ص ۱۹ پر)

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں یہ استثناء زیادہ ہے۔

فانا البشر نقول الیوم بقول و نرجع عنه غدًا۔ کیونکہ ہم انسان ہیں آج ایک بات کہتے ہیں کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے شاگرد امام ابو یوسف کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ویحك یا یعقوب لا تکتب کل ما تسمع منی فانی قد اری الیوم وا ترکه غدا واری الرای غدا واترکه بعد غد[1] ... ...

اے یعقوب (ابو یوسف)۔ اللہ تم پر رحم فرمائے میں جو کچھ کہتا ہوں سب مت لکھ لیا کرو، دیکھو میں بشر ہوں آج ایک فتویٰ دیتا ہوں کل اس سے رجوع کر لیتا ہوں، کل ایک رائے اختیار کروں گا پرسوں اسے چھوڑ دوں گا۔

بقیہ حاشیہ ص۱۸ کا: میں نقل کیا ہے۔ بحوالہ الارشاد الی سبیل الرشاد ص۹۵ مترجم۔

غور کیجیے تو یہی ایک بات اندھی تقلید کی بیخ کنی کیلئے کافی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب میں نے بعض علماء مقلدین کی اس بات پر گرفت کی کہ وہ امام ابو حنیفہ کے اس قول پر جس کی دلیل کا انھیں علم نہیں ہے کیوں فتویٰ دیتے ہیں؟ تو وہ مسطورہ بالا اقوال کے امام صاحب کے اقوال ہونے سے ہی انکار کرنے لگے۔

[1] اس کا باعث یہ ہے کہ بسا اوقات مجتہد قیاس کی بنا پر ایک رائے قائم کرتا ہے، مگر پھر اس قیاس سے قوی تر قیاس سامنے آجاتا ہے، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جاتی ہے وہ اسے قبول کر لیتا ہے اور اپنے قول سابق کو ترک کر دیتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے مذہب میں قیاس زیادہ ہونیکا سبب امام شعرانی، باقی ص۲۰ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا قول

اذا قلت قولا یخالف کتاب اللہ وخبر الرسول

میرا کوئی قول کتاب اللہ اور حدیث رسول کے خلاف

بقیہ حاشیہ ص ۱۹ کا :- میزان کبری ۱/۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

" امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں ہمارا اور ہر منصف کا اعتقاد یہ ہے کہ اگر وہ اس عہد تک بقید حیات رہے ہوتے جبکہ احادیث کی جمع وتدوین کیگئی اور اس کے لئے حفاظ حدیث نے بلاد وامصار اور اکناف ممالک اسلام کی خاک چھانی۔ اور امام صاحب بھی ان احادیث کو پاتے تو ضرور انہی کو حرز جاں بناتے (اور احادیث کے خلاف) اپنے تمام قیاس کو چھوڑ دیتے۔ اور ان کے مذہب میں قیاس کم ہوتا جیساکہ دوسرے ائمہ کے مذاہب میں نسبتاً کم ہے مگر چونکہ امام صاحب کے زمانہ میں دلائل شرعیت (احادیث نبویہ) تابعین اور اتباع تابعین کے ساتھ شہروں اور دیہاتوں اور دور دراز علاقوں میں منتشر اور بکھری ہوئی تھیں اور امام صاحب نے طلب حدیث کیلئے کچھ یہاں وہاں کا سفر بھی نہیں کیا اس وجہ سے ان کو احادیث زیادہ نہ مل سکیں) اس لئے دیگر ائمہ کی بہ نسبت ان کے مذہب میں قیاس سے مجبوراً زیادہ کام لیا گیا کیونکہ ان مسائل کثیرہ کے متعلق جن میں انھوں نے قیاس کیا ہے۔ انھیں کوئی نص نہیں مل سکی۔ بخلاف دوسرے ائمہ کے کہ ان کے زمانہ میں حفاظ حدیث محدثین نے احادیث کی طلب اور جمع وتدوین کیلئے بلاد وامصار کا سفر کیا اور انھیں مدون کیا۔ اسطرح منتشر حدیثیں یکجا ہو گئیں، یہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں قیاس کے زیادہ ہونے اور دوسرے ائمہ کے مذاہب باقی ص ۲۱ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناتر کو اقولی لہ — ہو تو میرا قول چھوڑ دو

بقیہ حاشیہ صنہ کا :۔ میں قیاس کم ہونیکی اصل وجہ،،

امام شعرانی کے کلام مذکور کا اکثر حصہ مولانا عبدالحیٔ صاحب نے بھی "النافع الکبیر،، (صـ۱۳۵) میں نقل کیا ہے، اور اسکی توضیح وتائید کی ہے، طالب کو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

الغرض، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو صحیح احادیث کی بلا قصد وارادہ خلاف ورزی ہوگئی ہے اس میں وہ بسبب مذکور معذور ہیں۔ اور یہ عذر بلاشبہ معقول ومقبول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا، اس لئے امام صاحب پر کسی قسم کا طعن وتشنیع، جیسا کہ بعض نادان کرتے ہیں، کسی طرح جائز نہیں ہے، بلکہ ان کا ادب واحترام واجب ہے کیونکہ آپ ان ائمہ عظام میں سے ایک ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کی اور جن کے ذریعہ ہمیں دین کے مسائل معلوم ہوئے۔ آپکا اجتہاد خواہ وہ صحیح ہو یا خطا اس میں آپ اللہ کے یہاں بہرحال مستحق اجر وثواب ہیں۔

اسی طرح امام صاحب کی تعظیم وتقلید کرنیوالوں کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے ان اقوال کے ساتھ بھی چمٹے رہنے پر اصرار کریں جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں، کیونکہ یہ اقوال امام صاحب کا مذہب نہیں ہیں۔ جیسا کہ ان کی تصریحات سے واضح ہو چکا ہے، (جو کہ جو صحیح حدیث میں ہے وہی ان کا مذہب ہے) الغرض لوگ افراط وتفریط میں مبتلا ہیں، حالانکہ حق ان دونوں کے درمیان ہے ۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان، ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا، ربنا انک رءوف رحیم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ حاشیہ صؔ ۲۱ لہ فلانی: ایقاظ الہمم (صؔ ۵۰) فلانی نے یہ قول امام محمد کیطرف بھی منسوب کیا ہے۔ اور اس کے بعد لکھا ہے کہ،، یہ اور اس کے ہم مثل دیگر اقوال مجتہد کے حق میں نہیں ہیں، کیونکہ وہ اس کے لئے کسی کے کہنے کے محتاج نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مقلد ہی کے حق میں کہے گئے ہیں،،

میں کہتا ہوں اسی بنا پر امام شعرانی نے ،، میزان کبریٰ (صؔ ۲۹ ج ۱) میں تحریر فرمایا ہے کہ: ،، اگر تم کہو کہ میں ان احادیث کی بابت کیا کروں جو میرے امام کی وفات کے بعد صحیح ثابت ہوئی ہیں، اور امام نے ان پر عمل نہیں کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمھارے لئے لازم یہی ہے کہ تم ان احادیث پر عمل کرو کیونکہ تمھارے امام بھی اگر ان احادیث کو پاتے اور وہ ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوتیں تو وہ ضرور تمھیں انہی احادیث پر عمل کرنے کا حکم دیتے۔ کیونکہ تمام ائمہ شریعت ہی کے پابند ہیں۔ سو جس نے اس طریقہ پر عمل کیا۔ اس نے خیر کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیا، اور جس نے کہا کہ میں صرف اسی حدیث پر عمل کروں گا جس پر میرے امام نے عمل کیا ہے، تو ایسا شخص خیر کثیر سے محروم ہو گیا۔ اکثر مقلدین کا حال ایسا ہی ہے حالانکہ ان کے لئے اولیٰ یہی تھا کہ وہ ہر اس حدیث پر بھی عمل کرتے جو ان کے امام کے بعد صحیح ثابت ہوئی ہیں، کہ یہی ان کے امام کی وصیت ہے۔ ائمہ کرام کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اگر وہ اپنی زندگی میں ان احادیث کو پاتے جو ان کی وفات کے بعد صحیح ثابت ہوئی ہیں تو وہ ان کو ضرور قبول کرتے۔ اور انہی پر عمل کرتے۔ اور اپنے ہر قیاس اور قول کو ترک کر دیتے،،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

پہلا قول

انما انا بشر اخطی و اصیب فانظروا فی رأیی فکل ما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکل ما لم یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوہ ¹

میں انسان ہی ہوں، میری رائے غلط بھی ہوتی ہے اور صحیح بھی، تو میری رائے کو پرکھو جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو کتاب و سنت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔

دوسرا قول

لیس احد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ویؤخذ من قولہ ویترک الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ²

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی ہر بات مقبول نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی جو باتیں کتاب و سنت کے موافق ہوں گی قبول کی جائیں گی، اور جو خلاف ہوں گی رد کر دی جائیں گی

---

¹ ابن عبدالبر: جامع بیان العلم و فضلہ (۲/۳۲) اسی کے حوالہ سے ابن حزم نے "اصول الاحکام" (۶/۱۴۹) میں اور فلانی نے ایقاظ الہمم میں نقل کیا ہے۔

² اس قول کی نسبت امام مالک ہی کی طرف متاخرین کے نزدیک زیادہ مشہور ہے۔ ابن عبدالہادی نے "ارشاد السالک" (۱/۲۲۷) میں اس نسبت کو صحیح کہا ہے، اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم و فضلہ (۲/۹۱) میں اور ابن حزم نے اصول الاحکام (۶/۱۴۵، ۱۷۹) میں یہ قول حکم بن عیینہ سے نقل کیا ہے، اور تقی الدین سبکی نے "فتاوی" (۱/۱۴۸) میں اسے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے، باقی ص ۲۴ پر ملاحظہ کیجیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا قول

ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ امام مالک سے وضو میں پیر کی انگلیوں کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہے، ابن وہب کہتے ہیں. میں خاموش رہا تا آنکہ حاضرین مجلس کم ہو گئے تو میں نے عرض کیا. ہمارے پاس اس مسئلہ میں ایک حدیث ہے، امام مالک نے دریافت فرمایا کون سی حدیث؟ تو میں نے بیان کیا "ہم سے حدیث بیان کیا لیث بن سعد اور ابن لہیعہ اور عمرو بن الحارث نے یزید بن الحارث سے انھوں نے روایت کیا عبد الرحمٰن الحبلی سے انھوں نے روایت کیا مستور بن شداد قرشی (رضی اللہ عنہ) سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھوٹی انگلی سے پیر کی انگلیوں کا خلال کیا،، ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی امام صاحب سے تخلیل اصابع کا مسئلہ پوچھا جاتا. تو آپ پیر کی انگلیوں میں خلال کرنے کا حکم دیتے لہ

بقیہ حاشیہ ص۲۳ کا :- اور اس قول کی خوبی پر تحسین و تعجب کا اظہار کیا ہے، اور پھر آگے لکھا ہے کہ یہ کلمہ ابن عباس سے مجاہد نے اور مجاہد سے امام مالک نے حاصل کیا اور امام مالک ہی کی طرف اس کی نسبت مشہور ہوئی،، میں اس پر یہ اضافہ کرتا ہوں کہ پھر امام مالک سے امام احمد نے اخذ کیا، چنانچہ امام ابو داؤد "مسائل الامام احمد،، (ص۲۷۶) میں فرماتے ہیں. میں نے امام احمد کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "لیس احد الا و یوخذ من کلامه ویترك الا النبی صلی اللہ علیه وسلم،

لہ : ابن ابی حاتم : مقدمۃ الجرح والتعدیل (ص۳۱، ۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں بکثرت انتہائی عمدہ اقوال منقول ہیں[1] اور آپ کے متبعین کو ان پر عمل کرنیکی نسبتاً زیادہ سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔

پہلا قول

ما من احد الا وتذھب علیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعزب عنہ فمہما قلت من قول او اصلت من اصل فیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ما قلت، فالقول ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[2]

ہر شخص سنت رسول کا پابند ہے وہی اصل محور ہے، اس لئے میں نے کوئی مسئلہ بیان کیا ہو یا کوئی اصل تخریج کی ہو اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے قول کے خلاف منقول ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قول لیا جائے گا، اور وہی میرا بھی قول ہوگا۔

---

[1] ابن حزم فرماتے ہیں، جن فقہاء کی تقلید کیجا رہی ہے انھوں نے خود تقلید کو باطل قرار دیا ہے اور اس سے اپنے اصحاب کو منع کیا ہے۔ اس بارے میں امام شافعی سب سے زیادہ سخت تھے، صحیح احادیث کی اتباع اور انہی کو دلیل وحجت بنانے کی جو تاکید انھوں نے کی ہے اور کسی سے منقول نہیں ہے، انھوں نے تقلید سے اپنی برأت کا صاف اعلان کر دیا ہے.... اللہ ان کی باتوں سے نفع پہونچائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب سے نوازے کہ ان سے لوگوں کو بلاشبہ بہت فائدہ پہونچا ہے (۲۶) اسے امام حاکم نے رباقی صفحہ ۲۶ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا قول

اجمع المسلمون علی ان من استبان له سنة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یحل له ان یدعها لقول احد[۱]

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جائے اسے کسی اور کے قول پر عمل کرنا اور حدیث کو چھوڑ دینا حرام ہے۔

تیسرا قول

اذا وجدتم فی کتابی خلاف سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقولوا بسنة رسول الله ودعوا ما قلت[۲]

اگر تم میری کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کوئی بات پاؤ تو سنت رسول کو لے لو اور میری بات کو چھوڑ دو

چوتھا قول

اذا صح الحدیث فهو مذهبی[۳]

جو صحیح حدیث میں ہے وہی میرا مذہب ہے۔

پانچواں قول

ایک روز امام شافعی نے امام احمد سے فرمایا:

انتم اعلم بالحدیث والرجال منی فاذا کان الحدیث

حدیث و رجال کا علم تم کو مجھ سے زیادہ ہے سو جو صحیح حدیث ملے مجھے بھی بتا دیا

بقیہ حاشیہ ص۲۵ کا: امام شافعی سے بسند متصل روایت کیا ہے، جیسا کہ تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۵/۱/۳) اور اعلام الموقعین (۲/۳۶۳، ۳/۴۶) اور ایقاظ الہمم للفلانی میں مذکور ہے، [۱] ابن القیم: اعلام الموقعین (۲/۳۶۱) ، فلانی: ایقاظ الہمم (ص۶۸)

[۲] هروی عبداللہ بن محمد الانصاری متوفی ۴۸۱ھ: ذم الکلام واہلہ (۳/۴۷/۱) مخطوطہ خطیب بغدادی: الاحتجاج بالامام الشافعی (۸/۲) ابن عساکر: تاریخ دمشق (۱۵/۱/۹/۱۰) ، نووی: المجموع (۱/۶۳) ابن القیم، اعلام الموقعین (۲/۳۶۱) فلانی ایقاظ الہمم ص۱۰۰

حاشیہ نمبر ۳ ص۲۷ پر ملاحظہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ حاشیہ ص۲۶ نمبر ۳ نووی: المجموع (۱/۶۳) شعرانی: میزان کبری (۱/۱۰)، نقلاً عن البیہقی والحاکم فلانی: ایقاظ الہمم (ص۱۰۷) اس قول کا مطلب جیسا کہ شعرانی نے ابن حزم سے نقل کیا ہے یہ ہے کہ "وہ حدیث خود امام شافعی کے نزدیک صحیح ہو، یا دوسروں کی تحقیق میں صحیح ثابت ہو جائے"، میں کہتا ہوں امام شافعی کا وہ قول جو اس کے بعد مذکور ہے اس معنی میں صریح ہے۔

" امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

" ہمارے اصحاب (علماء شافعیہ) نے مسئلہ تثویب اور مرض وغیرہ کے عذر کی بنا پر احرام سے حلال ہو جانے کی شرط لگانے کے مسئلے اور دوسرے بہت سے مسائل میں جو کتب فقہ شافعی میں مشہور و معروف ہیں (امام شافعی کے اسی مذکور بالا) قول پر عمل کیا ہے،

ہمارے اصحاب میں جن سے یہ مروی ہے کہ انھوں نے (امام کے قول کے خلاف) حدیث کے مطابق فتویٰ دیا، ابو یعقوب بویطی اور ابو القاسم دارکی وغیرہ ہیں۔ اسی طرح ہمارے اصحاب میں امام بیہقی اور دوسرے بہت سے محدثین نے اسی اصل کو استعمال کیا ہے۔ متقدمین علماء شافعیہ کے سامنے جب کوئی ایسا مسئلہ آتا جس کے متعلق حدیث موجود ہوتی اور امام شافعی کا مذہب اس کے خلاف ہوتا۔ تو وہ حدیث پر عمل کرتے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیتے اور فرماتے کہ جو حدیث کے موافق ہو وہی امام صاحب کا مذہب ہے"

علامہ ابن صلاح فرماتے ہیں کہ جب کسی شافعی کو کوئی ایسی حدیث ملے جو اس کے مذہب کے خلاف ہو تو اگر اس شخص کے اندر مطلقاً یا خاص اس باب میں یا اس مسئلہ میں تحقیق کی اہلیت ہو اور اس کے شرائط موجود ہوں تو اسے بطور خود اسی حدیث پر تحقیق کے ساتھ عمل کرنا چاہیے اور اگر اس کے اندر تحقیق کی صلاحیت اور قوت فیصلہ نہ ہو اور وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ حدیث کی مخالفت ہو۔ نیز پوری بحث و جستجو کے باوجود اسے حدیث کا کوئی کافی و شافی جواب بھی نہ ملے۔ تو ایسی صورت میں بھی اسے حدیث پر ہی (باقی ص۲۸ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحیح فاعلمونی بہ	کرو خواہ وہ کوفی
ای شیٔ یکون	ہو یا بصری

بقیہ حاشیہ ص۲۶ کا :-

"........ عمل کرنا چاہیے بشرطیکہ اس پر کسی امام نے عمل کیا ہو۔ یہ اسکے لئے اپنے امام کا مذہب ترک کر دینے کے لئے معقول عذر ہوگا ۔ ابن الصلاح کی یہ صلاح بہت بہتر ہے اور یہی متعین ہے، واللہ اعلم "

میں کہتا ہوں یہاں ایک تیسری صورت بھی ہے جسے ابن الصلاح نے ذکر نہیں کیا ہے اور وہ یہ کہ اس حدیث پر کسی دوسرے امام نے بھی عمل نہ کیا ہو، تب وہ کیا کرے؟ اس صورت کا جواب امام تقی الدین سبکی نے ایک رسالہ "معنی قول الشافعی اذا صح الحدیث فہو مذہبی" (ج ۳ ص۱۰۲) میں دیا ہے ۔ فرماتے ہیں :

"(مذکورہ صورت) میں بھی میرے نزدیک حدیث کی اتباع کرنا ہی اولیٰ ہے، وہ شخص خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر سمجھے اور تصور کرے کہ وہ آنحضرتؐ سے براہ راست سن رہا ہے تو کیا ایسی صورت میں اس کیلئے اس بات کی کوئی گنجائش ہوگی وہ فرمان نبوی پر عمل کرنے میں توقف کرے؟ واللہ ہرگز نہیں ...... اور ہر شخص اپنے علم و فہم کے مطابق مکلف ہے "

اس موضوع کی تفصیل و تحقیق آپکو "اعلام الموقعین" (۲/۳۰۲ و ۳۷۰) میں اور امام فلانی کی کتاب "ایقاظ الہمم" میں ملے گی ۔ آخر الذکر کتاب کا پورا نام یہ ہے "ایقاظ ہمم اولی الابصار و تحذیرھم عن الابتداع الشائع فی القری والامصار عن تقلید المذاہب مع الحمیۃ والعصبیۃ بین فقہاء الامصار" یہ اپنے باب میں ایک بے نظیر کتاب ہے ۔ ہر طالب حق کو فہم و تدبر کے ساتھ اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوفیا اولبصریا، او شامیا حتی ‏ شامی، تاکہ میں اسے اپنا مذہب
اذهب الیہ اذا کان صحیحًا[۱] ‏ قرار دوں۔

---

[۱] خطیب بغدادی: الاحتجاج بالشافعی (ہ، ر، مخطوط) اسی کے حوالہ سے ابن عساکر نے تاریخ دمشق (۱/۹/۱۵) میں اور ابن عبد البر نے الانتقاء فی فضائل الفقہاء (ص۷۵) میں اور ابن الجوزی نے مناقب للامام احمد (ص۴۹۹) میں نقل کیا ہے، اور امام ہروی نے ذم الکلام واہلہ (۲/۴۷/۲) میں امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ سے تین طرق سے یہ روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے امام احمد سے یہ بات کہی ہے، بہرکیف مذکورہ بالا قول کی نسبت امام شافعی کی طرف صحیح ہے۔ اسی لئے ابن القیم نے اعلام الموقعین (۲/۳۲۵) میں اور امام فلانی نے ایقاظ (ص۱۵۲) میں اسے جزم کے ساتھ بیان کیا ہے، فلانی امام شافعی کا قول مذکور نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، کہ امام بیہقی نے فرمایا، اسی سبب سے شافعی کے مذہب میں عمل بالحدیث زیادہ ہے انھوں نے اہل حجاز، اہل شام، اہل یمن اور اہل عراق کے علم کو جمع کیا اور ان تمام حدیثوں پر جو ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں بغیر کسی جانب داری کے عمل کیا۔ اور حق واضح ہو جانے کے بعد اپنے اختیار کردہ مذہب کے حق میں کسی تعصب کو راہ نہیں دیا، جبکہ ان سے پہلے بعض لوگ اسی مذہب پر قناعت کرکے بیٹھ رہے جو انھیں اپنے شہر والوں سے ملا، اور اس کے خلاف کی صحت کو جاننے کی کوشش نہیں کی.. اللہ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا قول كل مسئلة صح فيها الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عند أهل النقل بخلاف ما قلت فانا راجع عنها في حياتي وبعد مماتي[1]

جس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل الحدیث کے نزدیک میرے قول کے خلاف حدیث صحیح ثابت ہو جائے میں اس میں اپنے قول سے اپنی حیات میں اور اپنی وفات کے بعد رجوع کرتا ہوں۔

ساتواں قول إذا رأيتموني أقول قولا وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم خلافه فاعلموا أن عقلي قد ذهب[2]

جب تم میرا کوئی قول ایسا دیکھو جسکے صحیح حدیث خلاف ہے تو جان لو کہ اس وقت میری عقل ٹھکانے نہیں تھی۔

⁂ ⁂ ⁂

آٹھواں قول كل ما قلت فكان عن النبي صلى الله عليه وسلم خلاف قولي مما يصح، فحديث النبي أولى فلا تقلدوني[3]

صحیح حدیث میرے قول کے خلاف ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی مقدم ہے۔ میری تقلید مت کرنا۔

---

[1] هروی: ذم الکلام (۴۷/۱) ابن القیم: اعلام الموقعین (۲/۳۶۳) فلانی ایقاظ الہمم (۱۰۴)

[2] ابوالحفص المودب: منتقی الامالی (۲۳۴/۱، مخطوط) یہ کتاب ,, الامالی لابی القاسم السمرقندی کا انتخاب ہے۔ ابن عساکر: تاریخ دمشق (۱/۱۰/۱۵)

[3] تاریخ دمشق (۱۵/۹/۲)

⁂

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ائمہ کرام میں سب سے بڑے محدث اور سب سے زیادہ حدیث کے ساتھ تمسک کرنیوالے تھے، حتیٰ کہ قیاسی مسائل پر مشتمل کتابوں کو اپنے پاس رکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے[1] اسی وجہ سے انھوں نے صاف صاف فرمادیا ہے

پہلا قول

لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذ من حیث اخذوا۔[2]

میری تقلید کرو نہ مالک کی تقلید کرو نہ شافعی کی نہ اوزاعی کی نہ ثوری کی بلکہ انھوں نے جہاں سے مسائل کو اخذ کیا ہے تم بھی وہیں سے حاصل کرو۔

دوسرا قول

رای الاوزاعی ورای مالک ورای ابی حنیفۃ کلہ رای وھو عندی سواء وانما الحجۃ فی الآثار[3]

اوزاعی کی رائے اور مالک کی رائے اور ابو حنیفہ کی رائے سب رائے ہے رکوئی حجت نہیں) حجت صرف آثار واحادیث ہیں۔

تیسرا قول

من رد حدیث رسول اللہ صلی اللہ

جس نے حدیث رسول ﷺ کو

---

[1] ابن الجوزی: مناقب الامام احمد ص ۱۹۲ [2] ایقاظ الہمم ص ۱۱۳، اعلام الموقعین (۲/۳۰۲)
[3] ابن عبد البر: جامع بیان العلم وفضلہ (۲/۱۴۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم فھو علیٰ دیا وہ ہلاکت کے کگار پر ہے
شفا ھلکۃ [1]

یہ ہیں تمسک بالحدیث کی تاکید اور اندھی تقلید کی ممانعت میں ائمہ اربعہ کے اقوال وارشادات، یہ اقوال اپنے معنی و مدعی میں اتنے واضح اور صریح ہیں کہ ان میں کسی جدال ونزاع کی گنجائش ہے نہ کسی تاویل کی۔ لہذا جو شخص حدیث وسنت سے جو کچھ ثابت ہے سب پر عمل کرے اور اقوال ائمہ کی مخالفت کی پروا نہ کرے تو وہ ائمہ کرام کے مذاہب کا مخالف ہے نہ ان کے طریقہ سے خارج ہے بلکہ درحقیقت وہ ان سب کا پیرو ہے، اور ایسے مضبوط سہارے کو تھامے ہوئے ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا لیکن اس کے برخلاف جو شخص ثابت شدہ سنت کو محض اس لئے چھوڑ دے کہ وہ اقوال ائمہ کے خلاف ہے تو ایسا شخص سعادت سے محروم ہے، بلکہ وہ ائمہ عظام کا بھی نافرمان اور ان کے اقوال سابقہ کا مخالف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۝

النساء: ۶۵

اے محمدؐ تمہارے رب کی قسم لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے امور اختلافیہ میں تم کو فیصل نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کریں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم

رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنیوالوں کو ڈرنا چاہیئے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ

[1] مناقب الامام احمد ص ۱۸۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ٥ (النور: ۶۳) ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔

حدیث رسول کی اتباع کرنے میں کسی کی پروا نہ کرنا

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :
"ہر اس شخص پر جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ملے اور کوئی حکم معلوم ہو یہ واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اسے امت کیلئے بیان کرے اس کی خیرخواہی کرے اور لوگوں کو امر نبوی کی اتباع کا حکم دے۔ اگرچہ یہ کسی بہت بڑے امام کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ کوئی ہستی جس سے کہ امر رسول کی بعض مواقع میں خطائے خلاف ورزی بھی ہوئی ہے ۔ خواہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو۔ اس کی رائے کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بہرحال زیادہ تعظیم واقتدار کا مستحق ہے ۔
اسی وجہ سے صحابہ کرام اور ان کے بعد سلف صالحین نے ہر اس شخص کا رد کیا ہے جس نے کہ حدیث کی مخالفت کی ہے، اور بسا اوقات بڑی سختی کے ساتھ رد کیا ہے[1]۔ اس کا سبب

---

[1] حتیٰ کہ اس سلسلہ میں سلف نے اپنے آباء و اساتذہ کو بھی نہیں چھوڑا، چنانچہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱/ ۲۷۲) بسند معتبر یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ "حضرت سالم بیان فرماتے ہیں کہ میں (اپنے والد) عبداللہ ابن عمر کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شامی نے آپ سے حج تمتع کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے جواب دیا کہ اچھا ہے بہتر ہے ۔ وہ کہنے لگا مگر آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس سے منع کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اچھا سنو! اگر میرے والد نے اس سے منع کیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہو اور اس کا حکم دیا ہو تو بتاؤ تم میرے والد کا حکم مانو گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو گے؟ سائل نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانوں گا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا بس تو یہاں سے اٹھو ... یہ واقعہ امام احمد نے مسند (۵۰۰) میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام ترمذی نے بھی (باقی صـ۴۴ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ یہ نہیں تھا کہ انھیں ایسے شخص سے کوئی ذاتی خلش تھی۔ نہیں بلکہ وہ دل سے اس کی عظمت کے قائل ہونے اور اسے قابل احترام سمجھنے کے باوجود ایسا کرتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں سب سے زیادہ تھی۔ اور آپ کا فرمان ہر مخلوق پر بالا ہے اس لئے جب آنحضرتؐ کے فرمان اور کسی اور کے قول میں تعارض ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فرمان اولیٰ اور مقدم ہوگا۔ اور اسی کی اتباع کی جائے گی۔ اس میں کسی امام کی تعظیم جس کا قول امر نبوی کے خلاف ہے

بقیہ حاشیہ ص۴۳ کا: اسے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ تحفۃ الاحوذی ۲ ر ۸۲)

اسی طرح ابن عساکر نے (۷ ر ۱۵ ر ۱) میں ابن ابی ذئب سے سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا ایک واقعہ روایت کیا ہے۔ ابن ابی ذئب بیان فرماتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں سعد بن ابراہیم نے امام ربیعۃ الرائی کے مذہب کے مطابق ایک شخص کے خلاف فیصلہ کیا۔ ابن ابی ذئب کہتے ہیں۔ میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی جو ان کے فیصلے کے خلاف تھی۔ تو انھوں نے (سعد بن ابراہیم نے) امام ربیعۃ الرای سے کہا یہ ابن ابی ذئب۔ جو میرے نزدیک ثقہ ہیں۔ ایک حدیث نبوی روایت کر رہے ہیں جو میرے فیصلہ کے خلاف ہے۔ امام ربیعہ نے کہا آپ نے اجتہاد کیا اور آپ کا فیصلہ نافذ ہو چکا ہے۔ اس پر سعد بن ابراہیم نے فرمایا یہ انتہائی عجیب بات ہے کہ میں سعد کا فیصلہ نافذ کروں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نافذ نہ کروں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سعد بن ام سعد یعنی میرا فیصلہ رد۔ اور رسول اللہ کا فیصلہ نافذ۔ چنانچہ انھوں نے اپنے پہلے فیصلہ نامہ کو منگوا کر پھاڑ دیا اور پھر پہلے فیصلہ کے خلاف، مقضی علیہ (مقدمہ ہار جانے والے) کے حق میں فیصلہ لکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ وہ عند اللہ مغفور ہے[1] ۔ رکاوٹ نہیں بن سکتا، بلکہ وہ بھی یہ ناپسند نہیں کرے گا کہ اس کے قول کو جس کا امر نبوی کے خلاف ہونا ظاہر ہو جائے ترک کر دیا جائے[2]

میں کہتا ہوں وہ کیوں ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے، انھوں نے تو خود جیسا کہ بیان کیا گیا، اپنے متبعین کو اتباع سنت کا حکم دیا ہے اور ان پر یہ واجب قرار دیا ہے کہ وہ ان کے خلاف سنت اقوال کو ترک کر دیں بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے کہ حدیث صحیح کو ہی ان کی طرف منسوب کریں (یعنی اسی کو ان کا مذہب قرار دیں) اگرچہ انھوں نے اس پر عمل نہ کیا ہو۔ یا اس کے خلاف کہا ہو، یہی وجہ ہے کہ جب محقق ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے مسائل کو جن میں سب یا بعض ائمہ کا مذہب حدیث صحیح کے خلاف ہے ایک ضخیم جلد میں جمع کیا تو اس کتاب کے شروع میں واضح کر دیا کہ ان مسائل کی نسبت ائمہ مجتہدین کی طرف حرام ہے۔ فقہاء مقلدین کو اس کا ضرور علم ہونا چاہیئے تاکہ وہ ان مسائل کو ائمہ کرام کی طرف منسوب کر کے غلط بیانی میں مبتلا نہ ہو جائیں ۔[3]

ائمہ کے متبعین کا ان کے خلاف سنت اقوال کو ترک کر دینا

انہی سب مسطورہ بالا وجوہ کی بنا پر ائمہ کرام کے متبعین نے متقدمین میں زیادہ متاخرین میں کم۔ (ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین) اپنے اماموں کے تمام اقوال کو

---

[1] میں کہتا ہوں بلکہ وہ عند اللہ ماجور ہے، حدیث شریف میں ہے کہ "جب (نص نہ ملنے کی صورت میں) حاکم (اور مفتی) اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور فیصلہ درست ہو تو دو اجر ملیگا، اور اگر غلط ہو جائے تو ایک اجر ملے گا،، (بخاری مسلم وغیرہ) [2] تعلیق علی ایقاظ الہمم (ص ۹۳) [3] ایقاظ ص ۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی قابل عمل نہیں سمجھا بلکہ ان کے بہت سے اقوال کو جن کا سنت کے خلاف ہونا ثابت ہو گیا ترک کر دیا حتیٰ کہ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے اپنے استاذ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثلث مذہب میں مخالفت کی ہے[1] کتب فقہ اس اختلاف کے بیان سے بھری ہوئی ہیں، یہی بات امام شافعی وغیرہ کے متبعین امام مزنی[2] وغیرہ کے متعلق بھی بیان کی گئی ہے۔ اگر ہم اس کے شواہد پیش کریں تو بات لمبی ہو جائے گی اور ہم حد ایجاز سے جسے بہر حال ملحوظ رکھنا چاہتے ہیں، آگے نکل جائیں گے اس لئے صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں

۱۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ موطأ[3] (ص ۱۵۸) میں فرماتے ہیں، "امام ابو حنیفہ نماز استسقاء کے قائل نہیں ہیں، مگر ہمارا مذہب یہ ہے کہ امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے پھر تحویل رداء اور دعا وغیرہ کرے"۔ (یعنی ہمارے نزدیک نماز استسقاء مشروع

---

[1] ابن عابدین: رد المختار (۱/۶۲) مولانا لکھنوی نے النافع الکبیر (ص ۹۳) میں یہ بات امام غزالی کے حوالے سے بیان کی ہے۔ (عمدۃ الرعایہ مقدمہ شرح وقایہ میں دو ثلث مذکور ہے)

[2] یہی امام مزنی اپنی کتاب "مختصر فقہ الشافعی"، (مطبوع برحاشیہ کتاب الام للشافعی) میں لکھتے ہیں: "اس کتاب میں میں نے محمد بن ادریس شافعی کے علم و فقہ کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اسے طالب کیلئے قریب کر دوں، ساتھ ہی یہ بھی بتا دوں کہ امام شافعی نے اپنی یا کسی امام کی تقلید کرنے سے منع کیا ہے۔ تاکہ وہ اس میں اپنے دین کیلئے غور کرے اور اپنے نفس کے لئے محتاط رویہ اختیار کرے"۔

[3] موصوف نے اس کتاب میں کوئی بیس[4] مسائل میں اپنے استاذ امام ابو حنیفہ سے اختلاف کی صراحت کی ہے۔ تفصیل کیلئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیجیے ہم صفحات کی نشاندہی کر دیتے ہیں ملاحظہ ہوں صفحات ۴۲، ۴۴، ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۵۸، ۱۶۹، ۱۷۲، باقی ص ۴۷ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسنون ہے۔۔

۲۔ امام عصام بن یوسف بلخی جو امام محمد کے تلامذہ میں ہیں[۱] اور امام ابو یوسف کے ان خاص شاگردوں میں ہیں جو ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے[۲] بہ بکثرت امام ابوحنیفہ کے قول کے خلاف فتویٰ دیتے تھے[۳]، کیونکہ انھیں امام صاحب کے قول کی دلیل نہیں ملی اور دوسروں کی دلیل سامنے تھی اس لئے اسی کے مطابق فتویٰ دیتے، چنانچہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفعیدین کرتے تھے[۴]

---

[۱] بقیہ حاشیہ ص۳۶ کا: ۱۶۳، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۴۰، ۲۴۴، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۸۴، ۳۱۴، ۳۲۱، ۳۲۸، ۳۵۵، ۳۵۶، موطا امام محمد مع التعلیق الممجد مطبوعہ ہند۔

[۱] ابن عابدین: ردالمحتار (۱/۴۷)، رسم المفتی (۱/۱۷) عبدالقادر قرشی نے الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ (ص۳۴۷) میں عصام بن یوسف بلخی کا تذکرہ کیا ہے، اور لکھا ہے کہ وہ صاحب حدیث اور ثقہ تھے اور وہ اور ان کے بھائی ابراہیم اپنے زمانہ میں بلخ کے شیخ تھے۔ [۲] مولانا عبدالحی لکھنوی: الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ (ص۱۱۶) [۳] البحر الرائق (۶/۹۳) و رسم المفتی (۱/۲۸) [۴] الفوائد البہیہ، مولانا لکھنوی نے یہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ سے مکحول کی یہ روایت کہ "جس نے نماز میں رفعیدین کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی" باطل ہے۔ اسی روایت سے امیر کاتب اتقانی کو دھوکا ہوا ہے اور انھوں نے رفعیدین کو مفسد صلوٰۃ قرار دیا ہے، جیسا کہ ان کے تذکرہ میں بیان کیا گیا۔ امام عصام بن یوسف امام ابو یوسف کے حاضر باش شاگرد خاص تھے اور وہ رفعیدین کرتے تھے، اگر مذکورہ روایت صحیح ہوتی تو اس کا امام ابو یوسف اور امام عصام کو ضرور علم ہوتا۔"

مولانا لکھنوی مزید فرماتے ہیں "اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی حنفی باقی حاشیہ ص۳۸ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر ثابت شدہ سنت ہے عصام بن یوسف کے اس سنت متواترہ پر عمل کرنے میں یہ بات حارج نہیں ہوئی کہ ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام ابو یوسف) اس کے قائل نہیں ہیں، یہی ہر مسلمان کا وطیرہ ہونا چاہیئے اور جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہوا یہی ائمہ اربعہ وغیرہم کی وصیت بھی ہے

بقیہ حاشیہ ص ۳۷ کا: کسی مسئلہ میں مخالف کی دلیل قوی ہونیکی وجہ سے اپنے امام کا مذہب ترک کر دے تو حلقہ تقلید سے خارج نہیں ہو جائیگا، بلکہ یہ تو ترک تقلید کی صورت میں بھی عین تقلید ہے۔ دیکھئے امام عصام بن یوسف نے رفعیدین کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کا مسلک چھوڑ دیا ہے، پھر بھی وہ حنفیہ میں ہی شمار کئے جاتے ہیں۔ اللہ ہی سمجھے ہمارے زمانہ کے جاہلوں سے، کہ یہ اگر کوئی کسی مسئلہ میں مخالف کی دلیل قوی ہونیکی وجہ سے اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ دے تو اسکو ہدف طعن بناتے ہیں اور اس امام کے مقلدین سے اسکو خارج سمجھتے ہیں، جہلا پر کیا تعجب کہ وہ عوام ہیں۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو اپنے کو عالم کہلواتے ہیں اور جانوروں کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکوک و شبہات اور اُن کے جوابات

کوئی دس برس ہوا میں نے یہ سطور کتاب «صفۃ صلاۃ النبی» کے مقدمہ میں لکھی تھیں، اس عرصہ میں میں نے محسوس کیا کہ اس کا مسلم نوجوان طبقہ پر بڑا خوش آئند اثر پڑا ہے اور انھیں اپنے دین و عبادت کے معاملے میں اسلام کے چشمہ صافی کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کے سلسلے میں بڑی رہنمائی ملی ہے، چنانچہ اس نوجوان پود میں۔ الحمد للہ۔ سنت پر عمل کرنے اور اس کو دین و ایمان بنانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے حتی کہ عمل بالحدیث ان کی ما بہ الامتیاز علامت بن گئی ہے، بایں ہمہ میں نے محسوس کیا کہ کچھ نوجوان اس طرف لپکنے میں توقف کر رہے ہیں، اس وجہ سے نہیں کہ عمل بالسنہ کو واجب قرار دینے والی آیات اور ائمہ کے اقوال سابقہ کے باوجود انھیں عمل بالسنہ اور ترک تقلید کے واجب ہونے میں شک ہے، نہیں، بلکہ انکے توقف کا سبب وہ شکوک و شبہات ہیں جو وہ اپنے علماء مقلدین سے سنتے رہتے ہیں، اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ ان شبہات کا ذکر کر کے ان کا رد لکھ دیا جائے۔ شائد اس سے ان توقف کرنیوالوں میں بھی عاملین بالسنہ کے ساتھ سنت پر عمل کرنے کا داعیہ پیدا ہو جائے اور وہ بھی بتوفیق الٰہی فرقہ ناجیہ میں داخل ہو جائیں۔

پہلا شبہ بعض نوجوانوں نے اپنے توقف کی وجہ بیان کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ، اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمارے لئے تمام دینی امور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کیطرف رجوع کرنا واجب ہے، خصوصا عبادات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض کے اندر کہ اس میں رائے و اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے وہ تمام تر توقیفی ہیں مثلاً نماز . . . لیکن اس سبب کے باوجود ہم علماء مقلدین میں سے کسی کو اس طریقہ کی ہدایت کرتے ہوئے نہیں سنتے . بلکہ اس کے برعکس ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ دینی مسائل میں اختلاف کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور اسے امت کے حق میں توسع قرار دیتے ہیں ، اور اس کے ثبوت میں ایک حدیث ہے جسے وہ انصار السنہ اور اہلحدیث کے خلاف اکثر پیش کرتے ہیں ، استدلال کرتے ہیں یعنی " اختلاف امتی رحمة " (آنحضرت ؐ نے فرمایا میری امت کا اختلاف رحمت ہے) ظاہر ہے یہ حدیث اس طریقہ کے خلاف ہے جس کی طرف آپ (البانی صاحب) لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں ، اور جس کے لئے آپ نے یہ کتاب " صفۃ صلاۃ النبی " اور دوسری کتابیں تالیف فرمائی ہیں ، تو اس حدیث کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں ؟ اور آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے ؟

جواب اختلاف امتی رحمة حدیث نہیں ہے

اس کا دو جواب ہے پہلا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ باطل اور بے اصل ہے ، تلاشِ بسیار کے باوجود اب تک کسی عالم کو اس کی کوئی سند نہیں مل سکی ہے . علامہ سبکی فرماتے ہیں :

مجھے اس حدیث کی کوئی سند نہیں ملی ، نہ صحیح نہ ضعیف نہ موضوع [1]

میں کہتا ہوں ایک روایت ان لفظوں میں ہے " اختلاف اصحابی لکم رحمة [2] "

---

[1] فیض القدیر للمناوی (ج ۱ / ۲۰۹) [2] الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب (ص ۴۸) و ابن عساکر (۷ / ۳۱۵ / ۲) بطریق سلیمان بن ابی کریمہ عن جویبر عن الضحاک عن ابن عمر مرفوعاً ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک دوسری روایت میں ہے "اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اهتدیتم"[۱] لیکن یہ دونوں روایتیں بھی صحیح نہیں ہیں، پہلی انتہائی ضعیف ہے[۲] اور دوسری موضوع ہے[۳]۔ میں نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ (۵۸، ۵۹، ۶۱) میں ان روایتوں کی مفصل تخریج وتحقیق کی ہے۔

---

[۱] جامع بیان العلم لابن عبدالبر (۲/۹۱) والاحکام لابن حزم (۶/۸۲) بطریق سلام ابن سلیم حدثنا الحارث بن غصین عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر مرفوعا۔

[۲] حافظ عراقی نے فرمایا، اسکی اسناد ضعیف ہے (تخریج الاحیاء - ۱/۲۵) اور حافظ سخاوی نے المقاصد الحسنہ میں اسکو سخت ضعیف قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اسکی مذکورہ بالا سند میں پہلا راوی سلیمان بن ابی کریمہ ہے ابن ابی حاتم نے فرمایا وہ ضعیف الحدیث ہے۔ دوسرا راوی جویبر (ابن سعید الازدی ہے۔ ابن المدینی نے اسکو سخت ضعیف اور امام نسائی اور امام دارقطنی نے متروک کہا ہے۔ تیسرا راوی ضحاک (ابن مزاحم الہلالی) ہے، اس کی ابن عباس سے لقاء ثابت نہیں ہے۔

[۳] امام احمد بن حنبل نے فرمایا، یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابن عبدالبر نے فرمایا، اسکی سند لائق حجت نہیں ہے کیونکہ حارث بن غصین مجہول ہے ابن حزم نے فرمایا یہ حدیث باطل اور خود ساختہ ہے۔ اسے اہل فسق نے وضع کیا ہے دوسری جگہ فرمایا، یہ روایت ساقط ہے ..... سلام بن سلیم موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اور یہ روایت بھی انہی میں سے ہے" سلام بن سلیم کے بارے میں ابن حبان نے فرمایا "روی احادیث موضوعۃ"۔ اس نے موضوع حدیثیں روایت کی ہیں، ابن خواش نے فرمایا وہ کذاب ہے۔

(حواشی ۱ تا ۳ کو محولہ کتاب "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" سے اخذ کیا گیا ہے۔ مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف امت رحمت نہیں زحمت ہے

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث "اختلاف امتی لکم رحمۃ" ضعیف ہونے کے ساتھ قرآن کریم کے مخالف بھی ہے۔ قرآن مجید کی وہ آیات جن میں اختلاف فی الدین کی ممانعت اور اتفاق فی الدین کی ہدایت کی گئی ہے، اتنی مشہور ہیں کہ انھیں ذکر کرنے کی حاجت نہیں پھر بھی بطور مثال بعض کو ذکر کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے:

۱۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (انفال: ۴۶) آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

۲۔ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (الروم: ۳۱، ۳۲) اور نہ ہو جاؤ ان مشرکین میں سے جنھوں نے اپنا اپنا دین الگ بنا لیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

۳۔ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ (هود: ۱۱۸، ۱۱۹) اور وہ لوگ اختلاف کرتے رہیں گے مگر وہ لوگ جن پر تیرے رب نے رحم کیا۔

تو جب از روئے قرآن وہ لوگ جن پر اللہ نے رحم کیا ہے، اختلاف نہیں کرتے، بلکہ اختلاف اہل باطل کرتے ہیں، تو پھر یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اختلاف رحمت ہے پس ثابت ہوا کہ حدیث ـ اختلاف امتی رحمۃ ـ صحیح نہیں ہے نہ سنداً نہ متناً، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرہا السیء فی الامۃ"

دوسرا شبہ کچھ نوجوانوں نے یہ اشکال پیش کیا کہ جب اختلاف فی الدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہی عنہ اور ممنوع ہے تو صحابہ کرام اور ان کے بعد ائمہ دین کے درمیان جو اختلاف رہا ہے آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے؟ کیا ان کے اختلاف اور متاخرین کے باہمی اختلاف میں کچھ فرق ہے؟

جواب ہاں دونوں اختلاف میں بہت فرق ہے، اور دو اعتبار سے۔ ایک سبب اختلاف کے اعتبار سے دوسرے اثر و نتیجہ اختلاف کے لحاظ سے

پہلا فرق چنانچہ صحابہ کرام کے درمیان مسائل میں جو اختلاف تھا وہ اضطراری و عزارادی تھا، نہ کہ اختیاری، ایک تو فطری بات ہے۔ ان سب کی فہم یکساں نہیں تھی، دوسرے اس کے علاوہ بھی ان کے زمانہ میں بہت سے ایسے اسباب تھے، جو ان کے درمیان اختلاف کا باعث ہوئے مگر وہ اسباب بعد کے زمانوں میں ختم ہوتے گئے[1] اس قسم کے اختلاف سے بالکلیہ رہائی ناممکن بھی ہے۔

رہا وہ اختلاف جو مقلدین کے درمیان پایا جاتا ہے، تو حقیقت یہ ہے کہ ان کیلئے عموماً اس کا کوئی عذر نہیں ہے، کیونکہ بعض مقلدین (بلکہ اکثر مقلدین) کا حال یہ ہے کہ کتاب و سنت سے دلیل ظاہر ہو جانے اور یہ واضح ہو جانیکے باوجود کہ یہ دلیل دوسرے مذہب و مسلک کی تائید کرتی ہے، مقلدین اس مذہب کو اپنا مذہب نہیں بناتے اور کتاب و سنت کی دلیل کو محض اس لیے چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ ان کے اختیار کردہ مذہب کے خلاف ہے، گویا ان کا مذہب ہی اصل ہے یا یہی وہ دین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں، اور دوسرے کا مذہب دوسرا دین ہے جو منسوخ ہو چکا ہے

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے، ابن حزم کی احکام الاحکام اور شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ یا زیر بحث موضوع پر ان کا خاص رسالہ، عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس بعض مقلدین کا موقف یہ ہے کہ یہ مختلف مذاہب و مسالک جن میں وسیع اختلاف پایا جاتا ہے متعدد شریعتوں کے مثل ہیں، چنانچہ بعض متاخرین نے اس کی صراحت کی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں،، اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسلمان ان فقہی مذاہب میں سے جسے چاہیں اختیار کریں، اور جسے چاہیں چھوڑ دیں، کیونکہ سب شریعت ہے[1]،،

یہ دونوں قسم کے مقلدین اختلاف پر قائم رہنے کیلئے اسی باطل حدیث — اختلاف امتی رحمۃ — دلیل میں پیش کرتے ہیں، ہم نے انھیں بارہا اس حدیث سے استدلال کرتے سنا ہے۔

حق واحد ہے اسمیں تعدد نہیں

بعض لوگ اس حدیث کی تاویل و توجیہ یہ کرتے ہیں کہ مسائلِ دین میں اختلاف اس لئے رحمت ہے کہ اس میں امت کے لئے وسعت ہے، مگر یہ تاویل آیات مذکورہ کی صراحت اور ائمہ کے اقوالِ سابقہ کی دلالت کے خلاف ہے نیز بعض ائمہ سے اس کی صریح تردید بھی منقول ہے، چنانچہ ابن القاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک اور امام لیث کو یہ فرماتے سنا ہے کہ، یہ بات صحیح نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا مسائلِ شریعت میں) اختلاف امت کیلئے سہولت و وسعت کا باعث ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ ان کی آراء بھی خطاء و صواب دونوں کا احتمال رکھتی ہیں[2] اور امام اشہب بیان فرماتے ہیں کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اصحاب

---

[1] ملاحظہ ہو فیض القدیر للمناوی (۱/۲۰۹) یا سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ (۱/۷۶، ۷۷)

[2] ابن عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ (۲/۸۱، ۸۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر جسے ثقہ راوی نے ان سے روایت کیا ہو بلاچون و چرا عمل کرے تو کیا اسکی گنجائش ہے؟ امام مالک نے جواب دیا قسم بخدا نہیں! الایہ کہ وہ حق ہو۔ حق ایک ہی ہے، دو متضاد قول کیا دونوں حق ہو سکتے ہیں؟ حق و صواب ایک ہی ہوگا۔[1]

امام شافعی کے تلمیذ خاص امام مزنی فرماتے ہیں:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے اندر بھی مسائل میں اختلاف ہوا ہے۔ انھوں نے بھی ایک دوسرے کی تغلیط کی ہے۔ اور ایک دوسرے کے اقوال میں نقد و نظر اور ان پر تعاقب کیا ہے، حالانکہ اگر وہ اپنے تمام افراد کو ہمیشہ حق ہی پر سمجھتے تو ہرگز کسی کی تغلیط نہ کرتے۔ ایک مرتبہ ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود کا اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔ ابی بن کعب نے کہا کہ ایک کپڑے میں نماز حسن ہے کوئی مضائقہ نہیں، اور عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ اس وقت کی بات ہے جب مسلمانوں کے پاس کپڑوں کی کمی تھی، حضرت عمر یہ بحث سن رہے تھے غضبناک ہو کر باہر آئے اور فرمایا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے دو ایسے شخص جھگڑ رہے ہیں جن کی طرف احترام کی نگاہیں اٹھتی ہیں، اور جن سے مسائل اخذ کئے جاتے ہیں۔ ابی نے درست کہا، ابن مسعود نے بھی کوتاہی نہیں کی۔ لیکن آج کے بعد پھر میں کسی کو یہاں کوئی اختلاف کرتا ہوا نہ پاؤں ورنہ سخت سزا دیجائیگی۔[2]

[1] جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲، ۸۳، ۸۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مزنی مزید فرماتے ہیں

"جو شخص اختلاف کو جائز قرار دے اور یہ سمجھے کہ جب دو عالم کسی معاملہ میں اجتہاد کریں اور ایک اسے حلال کہے اور دوسرا حرام، تو دونوں اپنے اجتہاد میں حق وصواب پر ہیں، تو ایسے شخص سے پوچھا جائیگا، تم یہ بات کس بنیاد پر کہہ رہے ہو، کسی اصل شرعی کی بنا پر یا قیاس کی بنیاد پر؟ اگر وہ کہے کہ اصل شرعی کی بنا پر کہہ رہا ہوں، تو اس سے کہا جائیگا یہ اصل کیسے ہے؟ اصل یعنی کتاب اللہ تو اختلاف کی نفی کرتی ہے ...... اور اگر کہے کہ میں نے یہ بات قیاس کی بنیاد پر کہی ہے، تو کہا جائیگا یہ کیسا قیاس ہے؟ کہ اصول تو اختلاف کی نفی کرے اور تم اس پر اختلاف کے جائز ہونے کا مسئلہ قیاس کرو؟ ایسی بات عالم تو درکنار معمولی عقل کا آدمی بھی نہیں کہہ سکتا" [1]

امام مالک کا موطا کو سرکاری قانون بنانے سے منع کرنا

اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ امام مالک سے آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ حق ایک ہی ہے متعدد نہیں تو امام مالک سے ایک دوسرا قول اس کے خلاف بھی مروی ہے، چنانچہ استاذ زرقا نے "المدخل الفقہی (ص ۸۹)" میں لکھا ہے کہ ابوجعفر منصور اور اس کے بعد ہارون رشید نے یہ ارادہ کیا تھا کہ امام مالک کے مذہب اور ان کی کتاب موطا کو حکومت عباسیہ کا سرکاری قانون قرار دے دیں، مگر امام صاحب نے ایسا کرنے سے انھیں روک دیا، اور فرمایا "اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر فروعی مسائل میں اختلاف ہوا اور وہ مختلف بلاد وامصار

[1] جامع بیان العلم وفضلہ (۲/۸۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پھیل گئے اور سب حق پر ہیں "کل مصیب"۔

میں کہتا ہوں بیشک امام مالک کا یہ واقعہ معروف ومشہور ہے، لیکن مذکورہ روایت کا یہ ٹکڑا کہ "سب حق پر ہیں، کُلٌّ مصیب" بے ثبوت ہے، دستیاب روایات و ماخذ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ہاں اس قسم کی ایک روایت ابونعیم کی "حلیۃ الاولیاء" (۲/۳۳۲) میں ضرور ہے مگر اس کی سند میں مقداد بن داؤد ہیں جنھیں ذہبی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ علاوہ بریں اس میں کل مصیب کے بجائے "کل عند نفسہ مصیب" ہے (جس کا معنی ہے، سب اپنے تئیں حق پر ہیں اور یہ بات صحیح ہے) معلوم ہوا کہ المدخل الفقہی کی روایت مدخول فیہ اور ناقص ہے۔ اس کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ روایت اس کے خلاف ہے جو ثقات نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ حق ایک ہی ہے اس میں تعدد نہیں ہے، یہی تمام ائمہ اسلام صحابہ وتابعین، ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین کا مذہب ہے۔ ابن عبد البر جامع بیان العلم وفضلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"دو متناقض اقوال میں اگر دونوں درست ہوتے تو سلف صالحین ایک دوسرے کے اجتہاد فیصلہ اور فتویٰ کی تغلیط نہ کرتے، عقل بھی اسکو تسلیم نہیں کرتی کہ ایک شئی اور اس کی ضد دونوں درست ہوں۔ کسی شاعر نے بہت خوب کہا ہے ؎

اثبات ضدین فی حال ا قبح ما یاتی من المحال

(ضدین کو بیک وقت ثابت کرنا، قبیح ترین محال ہے)

اگر کوئی کہے کہ جب یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ روایت کی نسبت امام مالکؒ کی طرف باطل ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ امام موصوف نے ابوجعفر منصور کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو موطا پر جمع کرنے سے کیوں روک دیا اور اس کی پیش کش کو کیوں نامنظور کر دیا؟

تو عرض ہے کہ خود امام مالک نے اس سوال کا جواب دے دیا ہے، چنانچہ ابن کثیر کی کتاب "اختصار علوم الحدیث" (ص ۳۱) میں ہے کہ امام مالک نے ابوجعفر منصور سے کہا "لوگوں نے حدیثیں جمع کیں اور انھیں بہت سی ایسی حدیثیں ملیں جن کی ہمکو اطلاع نہیں ہے"

بقول ابن کثیر یہ امام مالک کے کمال علم وانصاف کی دلیل ہے۔ (کہ انھوں نے تمام لوگوں کو اپنے فتاوی کا پابند بنانا منظور نہیں کیا۔ کہ مبادا وہ کسی حدیث کے خلاف ہو جو دوسروں کو پہونچی ہو اور انھیں نہ ملی ہو.....)

بہرحال ثابت یہ ہوا کہ اختلاف تمام تر شر ہے، رحمت نہیں ہے، لیکن بعض اختلاف قابل مواخذہ ہے، جیسے متعصبین مذاہب کا اختلاف، اور بعض اختلاف قابل گرفت نہیں جیسے صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کا اختلاف،..... اللہ ہمیں انہی کے زمرہ میں شامل فرمائے، اور ان کی اتباع کرنیکی توفیق بخشے۔

سطور مذکورہ سے یہ بات واشگاف ہوگئی کہ صحابہ کے باہمی اختلاف اور مقلدین کے باہمی اختلاف میں فرق ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کا اختلاف اضطراری تھا، لیکن وہ سب اختلاف کو ناپسند کرتے تھے اور اس سے دور رہنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے، مگر یہ مقلدین مسائل میں اختلافات کے ایک بڑے حصہ سے گلوخلاصی ممکن ہونیکے باوجود اتفاق کی راہ اختیار نہیں کرتے اور اختلاف سے بچنے کی کوشش کرنے کے بجائے اسکو برقرار رکھتے ہیں اور اس کے حق میں بیجا و نامعقول دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

دوسرا فرق یہ بھی تفضیل صحابہ وتابعین کے باہمی اختلاف اور مقلدین کے اختلاف میں سبب کے اعتبار سے فرق ہونیکی، رہا دونوں اختلاف میں اثر ونتیجہ کے لحاظ سے فرق وامتیاز تو وہ اور بھی واضح ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فروعی مسائل میں اختلاف کے باوصف مظہر وحدت کی شدت سے محافظت کرنیوالے تھے، اوران چیزوں سے بہت دور رہتے تھے جو مسلمانوں میں تفریق اوران کی صفوں میں انتشار کا باعث ہوں، چنانچہ صحابہ میں بعض جہری نماز میں بسم اللہ جہراً پڑھنے کو مشروع سمجھتے تھے اور بعض اس کے خلاف تھے ان میں بعض مس مرأۃ کو ناقض وضو گردانتے تھے بعض اس کے قائل نہیں تھے۔ اسی طرح متعدد مسائل میں اختلاف کے باوجود تمام صحابہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، اور کوئی بھی مسائل میں اختلاف کی بنا پر کسی کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز نہیں کرتا تھا، ......

لیکن ـــــ نتائج کے اعتبار سے ـــــ مقلدین کا اختلاف صحابہ کے اختلاف کے بالکل برعکس ہے۔ ان مقلدین کے اختلاف کا اثر ونتیجہ یہ ہے کہ اہل اسلام نماز تک میں جو شہادتین کے بعد اسلام کا رکن اعظم ہے، انتشار کا شکار ہیں، میں نے سنا بھی ہے اور دوسروں کی طرح دیکھا بھی ہے کہ بہت سے مقلدین کسی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں حرج محسوس کرتے ہیں، بلکہ اپنے مذہب کے خلاف امام کی نماز کو باطل یا کم از کم مکروہ سمجھتے ہیں، حتیٰ کہ بعض مشہور مذاہب کی کتب فقہ میں بھی کراہت وبطلان کی بات صراحتاً لکھی ہوئی ہے، اس اختلاف کا نتیجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ تمہیں ایک مسجد میں چار چار محراب ملیں گے، جہاں چاروں مذاہب کے امام باری باری سے نماز پڑھتے ہیں۔ ایک نماز پڑھ ہی رہا ہوتا ہے، مگر لوگ جو اس کے ہم مذہب نہیں ہیں کھڑے اپنے امام کا انتظار کرتے رہتے ہیں[1] یہی نہیں بلکہ بعض مقلدین نے اس مسلکی اختلاف کو اس سے بھی زیادہ سنگین اور بدترین نتیجہ کا موجب بنا دیا ہے، مثال کے طور پر بعض متقدمین فقہاء حنفیہ نے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ حنفی مرد کا شافعی عورت سے شادی کرنا جائز نہیں ہے، پھر حنفیوں کے مشہور عالم و مفتی "مفتی الثقلین" آئے اور فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ جائز ہے کہ ایک حنفی مرد شافعی عورت سے شادی کرے" اور جواز کی علت اور دلیل یہ بیان کی کہ "شافعی عورت اہل کتاب کی عورتوں کے مثل ہے" تنزیلا لہا منزلۃ اہل الکتاب[2]

---

[1] حد یہ ہے کہ مرکز اسلام افضل المساجد مسجد حرام میں بھی اوائل نویں صدی ہجری میں چرکسی حکمران فرج بن برقوق نے چار مصلے قائم کر دیئے تھے، جہاں چاروں مذاہب کے امام باری باری سے نماز پڑھتے تھے، اور وہی نقشہ ہوتا تھا جو مولف (رحمہ اللہ) نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یعنی جماعت اولیٰ ہوتی رہتی تھی اور لوگ کھڑے اپنے ہم مذہب امام کی باری کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ناروا اختلاف و انتشار اہل تقلید ہی کے اختلاف کا نتیجہ تھا۔ یہ ناپسندیدہ صورت حال مسلسل باقی اور قائم رہی تا آنکہ سعودی یعنی "وہابی سلفی" حکومت قائم ہوئی تو اس بدعت شنیعہ کا خاتمہ ہوا، فجزاہا اللہ عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ (مترجم۔)

[2] البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت کا مفہوم ۔ اور واضح رہے کہ مفاہیم کتب حنفیہ کے نزدیک معتبر ہے ۔ یہ ہے کہ اس کے برعکس جائز نہیں ، یعنی یہ جائز نہیں ہے کہ کسی حنفی لڑکی کی شادی کسی شافعی مرد کے ساتھ کیجائے ، جیسے کسی مسلمان لڑکی کی شادی اہل کتاب یہودی و عیسائی ۔ کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے ،

یہ دو مثالیں بطور مشتے نمونہ از خروارے ذکر کر دی گئیں ورنہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو متاخرین کے اختلاف اور اس پر اصرار کے قبیح نتائج اور برے اثرات کو واضح کرتی ہیں ۔ اس کے برعکس سلف کے درمیان جو اختلاف تھا اس کا امت پر کوئی برا اثر نہیں پڑا ، اس لیے سلف صالحین ان آیات کریمہ کا جن میں اختلاف اور تفرق فی الدین سے منع کیا گیا ہے ۔ ہرگز مصداق نہیں ہیں ، بخلاف متاخرین کے کہ وہ ان آیات کی زد میں ہیں ... اللہم سب کو صراط مستقیم کی رہنمائی فرمائے ۔ آمین !

تقلید پر اصرار کا ایک انتہائی مضر پہلو

اے کاش ! مقلدین کے مذکورہ اختلاف کے اثرات اور اس کی مضرتیں ان کے درمیان ہی محدود رہی ہوتیں اور امت دعوت (یعنی غیر مسلموں) تک متعدی نہ ہوئی ہوتیں ، تو یہ بات کسی قدر کم تشویشناک ہوتی ، لیکن یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ بہت سے ملکوں میں تقلیدی اختلاف کی مضرتیں غیر مسلموں تک بھی پہونچا دی گئی ہیں ، اور یوں مقلدین نے ان کے حلقۂ اسلام میں جوق در جوق داخل ہونے کی راہ میں گویا رکاوٹ پیدا کر دی ہے ۔

چنانچہ فاضل استاذ محمد الغزالی اپنی کتاب " ظلام الغرب ،، (ص ۲۰۰) میں بیان فرماتے ہیں :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" برنسون یونیورسٹی (امریکہ) میں منعقد ایک کانفرنس کے اندر بعض مستشرقین نے نے ایک سوال اٹھایا۔ اور یہ سوال مستشرقین اور اسلامیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے درمیان اکثر اٹھایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ دین اسلام جس کی طرف مسلمان لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اس کے تعارف کیلئے وہ دنیا کے سامنے کن تعلیمات کو پیش کریں گے؟ کیا ان تعلیمات کو جنھیں سنی حضرات اسلامی سمجھتے ہیں؟ یا ان تعلیمات کو جنکے اسلامی ہونے کا شیعہ دعوی کرتے ہیں؟ نیز شیعوں میں جو امامیہ کے فہم کے مطابق ہوں وہ پیش کیجائیں گی؟ یا وہ جو زیدیہ کے نزدیک اسلامی ہوں؟ پھر یہ سب فرقے آپس میں بھی بہت سے مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں۔ ان میں ایک طبقہ کسی مسئلہ میں یک گونہ ترقی پسندانہ نقطہ نظر رکھتا ہے، تو دوسرا طبقہ بالکل قدامت پرست ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسلام کے یہ داعی مدعوین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں، کیونکہ خود حیرت و تردد میں مبتلا ہیں"۔[1]

اسی طرح علامہ محمد سلطان معصومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "ھدیۃ السلطان الی مسلمی بلاد جاپان" کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ شرق اقصی ٹوکیو، اوساکا وغیرہ بلاد جاپان کے مسلمانوں نے میرے پاس ایک سوالنامہ بھیجا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا:

---

[1] اہل تقلید کیلئے اس سوال کا جواب گو مشکل ہو لیکن اہلحدیث کیلئے چنداں مشکل نہیں ہے وہ برملا کہہ سکتے ہیں ؎

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن — پس حدیث مصطفی بر جاں مسلم داشتن

ہم ان تعلیمات کو پیش کریں گے جو قرآن و حدیث سے ماخوذ اور اسکے موافق ہوں، دیگر ہیچ۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

"دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ مذہب کا کیا معنی ہے؟ اور کیا ہر مشرف بہ اسلام ہونے والے کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرے؟ یعنی مالکی بنے۔ یا حنفی یا شافعی وغیرہ یا یہ ضروری نہیں ہے؟ استفسار کا سبب یہ ہے کہ یہاں اسی معاملہ کو لیکر بڑا اختلاف اور ایک انتہائی ناخوشگوار نزاع پیدا ہوگئی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ چند روشن فکر جاپانی (بابونیا کے باشندے) دین اسلام میں داخل ہونے اور مشرف بہ ایمان ہونیکے خواہش مند تھے، انھوں نے "جمعیۃ المسلمین،، ٹوکیو، کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا، تو بہت سے ہندوستانی مسلمانوں نے جو وہاں موجود تھے کہا کہ مناسب ہوگا کہ یہ لوگ امام ابوحنیفہ کا مذہب اختیار کریں کیونکہ وہ سراج الامت تھے، تو دوسری طرف وہاں موجود انڈونیشی مسلمانوں کا اصرار تھا کہ ان لوگوں کو شافعی ہونا چاہیئے۔ جاپانیوں نے جو اپنے دل میں دین توحید قبول کرنے کی تڑپ لیکر آئے تھے، جب یہ اختلاف دیکھا تو سخت تعجب اور فرط حیرت میں پڑ گئے، اور یہ تقلیدی مذاہب کا معاملہ ان کے اسلام قبول کرنیکی راہ میں حائل ہوگیا،، (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

تیسرا شبہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ جو سنت کی اتباع کرنے اور ائمہ کرام کے ان تمام اقوال کو جو خلاف سنت ہوں ترک کرنیکی دعوت دیتے ہیں، تو اس کا منشا گویا یہ ہے کہ ائمہ کرام کے اقوال کو بالکلیہ ترک کر دیا جائے، اور ان کے اجتہادات اور ان کی آراء سے کوئی استفادہ نہ کیا جائے،

جواب میں کہتا ہوں یہ خیال بالکل غلط ہے، اس کا حق وصواب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اور اس کا باطل ہونا بالکل ظاہر ہے، جیسا کہ گذشتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیانات سے یہ بات یک دم عیاں ہے۔ ہماری دعوت تو بس یہ ہے کہ کسی امام کے مذہب کو دین نہ بنالیا جائے اور اسکو کتاب وسنت کا درجہ نہ دے دیا جائے کہ فروعی مسائل میں اختلاف ونزاع کا معاملہ ہو یا جدید پیش آمدہ مسائل کیلئے استنباط احکام کا، تمام معاملات میں اسی مذہب کیطرف رجوع کیا جائے۔ جیسا کہ آجکل کے نام نہاد فقہاء کر رہے ہیں، چنانچہ انھوں نے اسی طریقہ پر یعنی ائمہ کے اقوال ومذاہب کا پابند بن کر پرسنل لا، نکاح وطلاق وغیرہ کیلئے جدید قوانین وضع کئے ہیں، اور اس سلسلہ میں کتاب وسنت کیطرف رجوع چنداں ضروری نہیں سمجھا ہے، کہ وہ حق وصواب اور باطل کو پہچانتے ...... اور انھوں نے یہ راہ اس لئے اختیار کی ہے کہ ان کے نزدیک "اختلاف رحمت ہے" ان کو ہمیشہ رخصتوں، سہولتوں اور مزعومہ مصلحتوں کی تلاش رہتی ہے، قرآن وحدیث کے موافق کیا ہے اور مخالف کیا انھیں اس سے کوئی مطلب نہیں ...... سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی پتے کی بات کہی ہے، فرماتے ہیں

"اگر تم علماء کی رخصتوں ہی کو لیتے پھروگے تو بہت سا شر جمع کرلوگے"

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اس بارے میں علماء امت کا اجماع ہے، اور کسی کے بھی اختلاف کی مجھے خبر نہیں" (جامع بیان العلم ۲/۹۱، ۹۲)

ہم بھی اسی قسم کی تقلید کا انکار کرتے ہیں اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اجماع کے عین مطابق ہے۔

رہی یہ بات کہ ان اختلافی مسائل میں جن کے متعلق قرآن وحدیث میں کوئی نص موجود نہیں ہے، حق کی معرفت یا کتاب وسنت کی توضیح کیلئے ائمہ کے اقوال وآراء کیطرف رجوع کیا جائے اور ان سے استفادہ ومدد حاصل کیجائے۔ تو ہم اس کا انکار نہیں کرتے، بلکہ ہم بھی اس کا حکم اور اسکی ترغیب دیتے ہیں، کیونکہ اس سے ان لوگوں کو جو کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں فائدہ ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب حق متبع سنت کے اوصاف

علامہ ابن عبد البر ر ۲۰ ۴ میں تحریر فرماتے ہیں :
" میرے بھائی اصول شریعت کو حفظ کرنا اور ان سے پوری وابستگی رکھنا لازم سمجھو ، اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ جس نے احادیث نبویہ اور قرآن کے احکام منصوصہ کو ضبط کرنے اور فقہاء کرام کے اقوال میں غور و فکر کرنے کا اہتمام کیا ، اور اسے اپنے اجتہاد میں معین ، طرق نظر و فکر کی کلید ، اور احادیث کے اجمال اور معانی محتملہ کی تفسیر قرار دیا ، اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بہر حال اور بلا چون وچرا واجب التسلیم ہیں ۔ جس طرح تقلید کی جاتی ہے کسی امام کی تقلید نہیں کی ، اور احادیث کی روایت و درایت سے ، جس کا علماء کرام نے اپنے کو ہمیشہ پابند بنائے رکھا ، خود کو بے نیاز نہیں سمجھا ۔ بلکہ بحث و تفحص اور تفکر و تدبر کرنے میں ان کے نقوش قدم کی پیروی کی ، اور ان کی سعی و محنت اور افادات و تنبیہات اور ان کے حق و صواب کو ۔ جو ان کے اقوال میں زیادہ ہیں ۔ قدر و تحسین کی نگاہ سے دیکھا ، لیکن انھیں لغزشوں سے مبرّیٰ بھی نہیں قرار دیا ، جیسا کہ وہ خود بھی اپنے کو غلطیوں سے بری نہیں سمجھتے تھے ۔ تو ایسا ہی شخص طالب صادق ، دامن گرفتہ سلف صالحین خوش بخت ، ہدایت یاب ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کا پیرو ہے ۔

اس کے برخلاف جس نے فکر و نظر سے گریز اور اوپر بیان کی ہوئی راہ سے انحراف کیا ، اور احادیث نبویہ کا اپنی آراء سے معارضہ کیا ، اور چاہا کہ احادیث شریفہ کو اپنے مبلغ علم کا تابع بنا دے ، تو ایسا شخص ضال اور مضل ہے (گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے) اسی طرح جو مسطورہ بالا اصولوں سے ناواقف ہو اور بلا علم فتویٰ دینے بیٹھ جائے ، وہ اور زیادہ محروم البصیرت اور جادۂ حق سے بھٹکا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے ،، ـــ ہ

فہذا ھوالحق ما بہ خفاء   فدعنی عن بنیات الطریق

(یہ ہے سیدھی راہ جس میں کوئی خفا نہیں ۔   پھر میں پگڈنڈیوں پر کیوں چلوں)

چوتھا شبہ بعض مقلدین کے یہاں ایک وہم بہت عام ہے ۔ اور اس کی بنا پر وہ ہر اس حدیث کی اتباع میں حیلہ بہانہ کرنے لگتے ہیں جس کے بارے میں انھیں معلوم ہو جائے کہ ہمارے امام کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ وہم یہ ہے کہ اہل تقلید بزعم خویش یہ سمجھتے ہیں کہ اتباعِ سنت سے صاحبِ مذہب (یعنی امام) کی تغلیط لازم آتی ہے اور امام کی تغلیط اسکی شان میں گستاخی ہے ، اور جب ایک عام مسلمان کی توہین و تحقیر جائز نہیں تو کسی امام ذی شان کی توہین اور اس کی شان میں گستاخی کیونکر جائز ہو سکتی ہے ۔

جوابٌ یہ وہم بالکل بے بنیاد اور تفقہ فی السنہ سے انحراف کا نتیجہ ہے ، ورنہ کوئی مسلمان جو ذرا بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہو یہ بات کیسے کہہ سکتا ہے درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہو کہ جب حاکم (اور مجتہد و مفتی) اجتہاد سے فیصلہ کرے اور فیصلہ درست ہو تو اس کے لئے دو اجر ہے ، اور اگر اجتہاد خطا کر جائے تو ایک اجر ہے ،، اس حدیث سے وہم مذکور کی تردید اور یہ حقیقت ہویدا ہو جاتی ہے کہ ، جب کوئی یہ کہتا ہے کہ ، فلاں امام نے خطا کی ، تو از روئے حدیث مذکور بلفظ دیگر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ، فلاں امام ایک اجر کا مستحق ہوا ،، تو کیا کسی کو مستحق اجر سمجھنا اس کی تنقیص اور اسکی شان میں گستاخی ہے ؟ ظاہر ہے کہ ایسا گمان رکھنے والا خود ایک باطل وہم میں مبتلا ہے ، اس پر واجب ہے کہ وہ اس سے رجوع کرے ورنہ وہ خود شانِ مسلم کی توہین کا مرتکب ٹھہرے گا ، اور کسی عام آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی شان میں نہیں، بلکہ اکابر ائمہ دین صحابہ و تابعین اور ما بعد کے مجتہدین کی شان میں گستاخی کرنے والا قرار پائے گا، کیونکہ ثابت ہے کہ یہ اکابر ایک دوسرے کی تردید و تغلیط کیا کرتے تھے، تو کیا کوئی صاحب عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ اسطرح یہ سلف صالحین ایک دوسرے کی شان میں گستاخی کرتے تھے؟ ...... بلکہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک شخص کے خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں تغلیط کی اور فرمایا "اصبت بعضا و اخطأت بعضا" کچھ صحیح بتایا کچھ میں تم سے خطا ہو گئی، تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر حضرت ابوبکرؓ کی تحقیر کی ہے، ؟ ـــ

مقلدین پر مذکورہ وہم کا ایسا عجیب اثر ہے کہ یہ انھیں حدیث نبوی پر بھی عمل کرنے سے اگر وہ ان کے مذہب و مسلک کے خلاف ہو روک دیتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اتباعِ سنت سے امام کی شان میں طعنہ زنی لازم آتی ہے۔ اور سنت کے خلاف بھی، امام کی پیروی ان کی تعظیم ہے، اسی واسطے یہ لوگ امام کی تقلید پر اصرار کرتے ہیں تاکہ طعن مزعوم سے بچ سکیں۔ ـــ

تقلید جامد پر اصرار سے نبی کی تنقیص لازم آتی ہے

مگر یہ مقلدین بھول رہے ہیں ـــ میں یہ نہیں کہوں گا کہ بھلا رہے ہیں ـــ کہ یہ لوگ جس شر سے بچنا چاہتے تھے اس سے بڑے شر میں مبتلا ہو گئے ہیں یعنی بارش سے بھاگے پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گئے، کیونکہ ان سے اگر کوئی کہے کہ "ٹھیک ہے، اتباع متبوع کے احترام پر دلالت کرتی ہے اور اس کی مخالفت اسکی شان میں گستاخی ہے۔" تو پھر آپ لوگوں نے اپنے لئے یہ کیسے جائز قرار دے لیا ہے کہ سنتِ نبوی کی خلاف ورزی کریں اور اسکی اتباع نہ کر کے امام کی پیروی کریں گرچہ وہ سنت کے خلاف ہو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ نہ وہ معصوم ہے نہ اس کی تحقیر کفر ہے، بایں ہمہ ان کی مخالفت اگر ان کی توہین ہے، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا بدرجہ اولیٰ واظہر ان کی توہین و تحقیر ہے، بلکہ یہ توعین کفر ہے۔ اللہ بچائے۔

ظاہر ہے یہ معارضہ اتنا وقیع ہے کہ مقلدین اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ہاں، وہ ایک بات کہیں گے۔ — جیسے اکثر کہتے بھی رہتے ہیں — وہ یہ کہ ہم نے اس بنا پر اس حدیث کو ترک کیا ہے کہ ہمیں اپنے امام کے بارے میں یہ اعتماد ہے کہ انہیں ہم سے کہیں زیادہ حدیث کا علم تھا،

اس نامعقول بات کا ہمارے پاس متعدد جواب ہے، مگر ان سب کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، ہم یہاں صرف ایک جواب پر اکتفا کریں گے، جو انشاء اللہ، کافی و شافی ہوگا۔ وہ جواب یہ ہے کہ:

"صرف تمہارے امام ہی تم سے اعلم بالسنہ نہیں تھے بلکہ سیکڑوں ائمہ عظام ہیں جو تم سے کہیں زیادہ سنت و حدیث کا علم رکھتے ہیں، اس لئے اگر کوئی حدیث صحیح تمہارے مذہب کے خلاف ہو لیکن کسی دوسرے امام نے اس پر عمل کیا ہو تو تمہارے لئے اس پر عمل کرنا اندریں صورت قطعی لازم ہے، کیونکہ تمہارا مذکورہ حیلہ یہاں نہیں چل سکتا۔ اس لئے کہ مخالف بطور معارضہ کہہ سکتا ہے" ہم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اس امام پر اعتماد کر کے جس نے اسے قبول کیا ہے۔ اس لئے اس امام کی اتباع اس امام کی اتباع سے اولیٰ ہے جو اس حدیث کا مخالف ہے "...... یہ بات بالکل واضح ہے، عیاں راچہ بیاں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ از مترجم

پانچواں شبہ[1] بعض لوگ تقلید شخصی کے ضروری ہونیکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر بلا تعیین تقلید کی اجازت دیدی جائے تو لوگ[2] مطلق العنان ہو جائیں گے، ہر مذہب سے جو جو آسان آسان باتیں ہونگی ان کو اختیار کریں گے بلکہ حرام وحلال کی قید اٹھ جائیگی[3] ایک ہی چیز ایک وقت میں ایک شخص کیلئے حلال ہوگی اور دوسرے وقت میں وہی چیز اس کے لئے حرام ہوگی[4]۔ اور ممکن ہے کہ ہم سے ایسے اعمال صادر ہوں جو بالاتفاق ممنوع اور ناجائز ہیں[5]۔

یہ اور اسی قسم کے اور بھی کئی وجوہ ہیں جنکو اہل تقلید، تقلید شخصی کے ضروری ہونے اور اپنے طرز عمل کو صحیح قرار دینے کے واسطے پیش کرتے ہیں، جو زکات لبعد الوقوع سے

---

[1] اضافہ از مترجم تا آخر کتاب۔ [2] ایک شخص جو ایک ایسا فعل کر رہا ہے جس کو امام ابوحنیفہ نے منع فرمایا ہے اور امام شافعی نے اسکو جائز کہا ہے، اگر ہم بموافقت امام ابوحنیفہ اسکو اس فعل کو منع کریں گے تو وہ کہدے گا کہ امام شافعی نے اسکو جائز کہا ہے۔ [3] یعنی جس وقت اس امام کے قول کو لے گا جو اس چیز کو حلال کہتا ہے تو وہ اسکے لئے حلال ہوگی، اور جب اس امام کے قول کو لے گا جو اسکو حرام کہتا ہے تو اسوقت وہ اس کے لئے حرام ہوگی [4] مثلاً وضو ایسا کیا جو امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں، گو امام ابوحنیفہ کے نزدیک صحیح ہے، اور پھر اس سے نماز ایسی پڑھی جو امام ابوحنیفہ کے نزدیک صحیح نہیں گو امام شافعی کے نزدیک صحیح ہے، تو ظاہر ہے وہ نماز بالاتفاق امام شافعی و امام ابوحنیفہ ناجائز اور غیر صحیح ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی طرح زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

جواب اس قسم کے دلائل پر تفصیلی اور بہت کافی بحث علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں اور علامہ شوکانی نے القول المفید میں اور الشیخ صالح فلانی استاذ شیخ محمد عابد سندھی نے ایقاظ ھمم اولی الابصار میں اور شیخ الکل فی الکل میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی نے معیار الحق میں اور مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہان پوری نے الارشاد الیٰ سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد میں کی ہے، رحمہم اللہ اجمعین۔ طالب حق کو ان کتابوں کی طرف ضرور مراجعت کرنی چاہیئے، ہم ذیل میں صرف دو جواب ذکر کرتے ہیں جو الارشاد سے ماخوذ ہیں مولانا شاہجہانپوری فرماتے ہیں:

۱۔ " مذکورہ بالا اعتراضات میں سے ہم پر حقیقت میں کوئی بھی وار نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہم تو عمل بالحدیث کے قائل ہیں، نہ کہ تقلید کے۔ اور یہ اعتراضات اگر پڑ سکتے ہیں تو اسی پر پڑتے ہیں جو تقلید کا قائل ہو اور ہر مسئلے میں امام کے قول کا متلاشی ہو اور پھر بلا تعیین مذہب کے عملدر آمد کرے دیکھے اس مذہب پر کبھی اس مذہب پر کبھی اس امام کے قول پر کبھی اس امام کے قول پر۔ . . . . اور جو اہلحدیث اور غیر مقلد ہوگا وہ ظاہر ہے یہ نہیں کرے گا بلکہ اس کا طرز عمل یہ ہوگا۔ اور ہوتا ہے کہ وہ فی الجملہ قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرے گا اور اس کا پابند ہوگا، اس لئے وہ مطلق العنان وغیرہ ہونے سے محفوظ رہے گا) اور ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ وہی کام کرنا اور ہونا چاہیئے جو قرآن و حدیث کے موافق ہو یا قرآن و حدیث کی رو سے راجح ثابت ہو پھر خواہ وہ کسی امام کے قول کے مطابق پڑے یا مخالف ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں اور نہ اس سے کوئی غرض ہے کہ فلاں امام کے نزدیک یہ عمل صحیح ہوا یا نہیں، یا دو مختلف الرای اماموں میں سے کسی ایک کے نزدیک یا دونوں کے نزدیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست ٹھہرایا نہیں، ہم کو مطلق العنان ہونے اور آسان آسان باتوں کی تلاش کرنے یا حلال وحرام کی قید اٹھ جانے یا ایک وقت میں ایک شئی کے حلال ہونے اور دوسرے وقت میں اس کے حرام ہونے سے کیا تعلق ہم کو تو جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا وہی ہمارا مذہب ہے، مشکل ہو یا آسان۔ اور جب تک کسی دوسری دلیل سے اس کے خلاف ثابت نہ ہو جائے وہ کسی طرح نہیں بدل سکتا، پس مذکورہ بالا مفاسد کا ہمارے مسلک سے کوئی تعلق نہیں ہے،، (الارشاد ص۱۰۷)

پھر بہت سے فقہاء اور علماء اصول نے تو انتقال مذہب اور مذاہب کی رخصتوں اور آسان آسان باتوں کو لینے اور اس پر عمل کرنے کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ علامہ شامی امام ابن الہمام سے نقل کرتے ہیں:

فلو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة او الشافعي فقيل يلزم وقيل لا وقيل مثل من لم يلتزم وهو الغالب على الظن لعدم ما يوجبه شرعا (رد المحتار شرح در مختار ج۳ باب التعزير)	یعنی اگر کوئی مذہب کو اپنے پر لازم کرے جیسے حنفی یا شافعی تو بعض کے نزدیک لازم ہوگا بعض کے نزدیک لازم نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا اس کا لازم کرنا لازم نہ کرنے کی طرح ہے اور یہی راجح ہے، کیونکہ شریعت میں کوئی حکم نہیں جو التزام مذہب (تقلید شخصی) کو واجب کرے۔

اور علامہ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:۔

،، ہم نے جو ذکر کیا کہ ایک مذہب پر جما رہنا واجب نہیں۔ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مذہب کی آسان آسان باتیں لے لینا جائز ہے۔ امام ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں:

غالباً جو لوگ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کرنے کو منع کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو وہ اس وجہ سے منع کرتے ہیں کہ کوئی مذاہب کی رخصتوں کو نہ ڈھونڈھے،
حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو تنگ کرنا ہے۔ اور اس کا کوئی شرعی مانع بھی نہیں ہے
کیونکہ انسان کو اختیار ہے کہ گنجائش ہو تو جو آسان تر بات ہو اس کو اختیار کرے،،

دوسرا جواب مذکورہ شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ قرون اولیٰ صحابہ و تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ دین سے لیکر چوتھی صدی ہجری تک جبکہ تقلید شخصی پر عملدرآمد نہیں تھا، ان سارے مزعومہ مفاسد کے تدارک کی کیا صورت تھی۔ یہ سارے نقصانات جو بصورت عدم تقلید شخصی دکھلائے جاتے ہیں کوئی ان میں کا ایسا نہیں جو اس وقت پایا جاسکے اور اس وقت نہ پایا جاسکتا ہو پس جو صورت تدارک کی اس وقت تھی وہی اب بھی ہوگی۔ ر...... لن یصلح آخر ھذا القوم الا بما صلح بہ الاولون...
بعد والوں کیلئے بھی خیر و فلاح کی صورت صرف وہی ہے جو پہلوں کیلئے تھی۔) (الارشاد ص۱۰)

اور یہ سمجھنا کہ تقلید شخصی سے غرض پرستی۔ آزاد خیالی وغیرہ مفاسد کی روک تھام ہوتی ہے نری خوش فہمی ہے، کیونکہ اسوقت مسلمانوں میں غالب اکثریت اہل تقلید ہی کی ہے، اس کے باوجود ان کی زندگی میں جو آزاد خیالی، فساد اور تحریف خرابیاں اور برائیاں پائی جارہی ہیں اور بڑھتی جارہی ہیں ان سے کون واقف نہیں ہے؟ اور یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ان برائیوں میں اہل تقلید ملوث نہیں ہیں؟ ان لوگوں کو کس نے نہیں دیکھا ہے جو باوجود تقلید شخصی بڑی سختی سے کرنے کے ایسے ایسے عقائد رکھتے اور افعال کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ، کسی تیکدے میں بیان کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری۔ اصل یہ ہے کہ ان مفاسد کو تقلید یا عدم تقلید سے جوڑنا صحیح نہیں ہے، اس کے اسباب و وجوہ دوسرے ہیں، کما لا یخفیٰ۔

درحقیقت اللہ کی کتاب اور حضورؐ کی سنت دو ایسے رہنما ہیں جو ہر دور میں الحاد اور بے دینی کے سیلابوں اور گمراہی کی خطرناک طغیانیوں میں بھی امت کی پوری طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنمائی کر سکتے ہیں، اور ہر قسم کی ہلاکت و تباہی سے اسے بچا سکتے ہیں، ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ۔

چھٹا شبہ ایک بڑا شبہ اور اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ غیر مقلدین جو تقلید سے منکر ہیں وہ بھی تو آخر کسی نہ کسی کی تقلید کرتے ہیں، کیونکہ جو ذی علم ہیں وہ بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کی جن سے حدیث لیتے ہیں تقلید کرتے ہیں۔ اور جو بے علم ہیں وہ اپنے زمانہ کے عالموں کے جن سے مسئلہ دریافت کر کے عمل کرتے ہیں مقلد ہیں غرض تقلید سے کوئی خالی نہیں۔

جواب یہ شبہ درحقیقت تقلید کی تعریف اور ماہیت سے ناواقفیت پر مبنی ہے، ورنہ اصول فقہ کی کتابوں میں یہ صاف لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا اور آپؐ سے مروی روایات و احادیث کو قبول کرنا اسی طرح عامی اور ناواقف کا عالم اور مفتی کی طرف رجوع کرنا اور فتویٰ لینا تقلید نہیں ہے، چنانچہ اصول فقہ حنفی کی مشہور کتاب مسلم الثبوت کے الفاظ یہ ہیں:

لیس الرجوع الی الرسول والی الاجماع	امت کا رسول کی بات کو ماننا اور اجماع کی طرف رجوع
والعامی الی المفتی والقاضی الی العدل	کرنا اور عامی کا مفتی کیطرف رجوع کرنا و قاضی
بتقلید ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔	کا گواہ کے بارے میں معدلین (گواہ کی توثیق کرنے والوں)
	کی بات کو ماننا تقلید نہیں ہے۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

حضرت مولانا ابو یحییٰ شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے " الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد " میں مذکورہ بالا شبہ کا تفصیل سے جواب دیا ہے، میں اسے معمولی حذف و تغیر کے ساتھ یہاں نقل کر دینا مناسب اور مفید خیال کرتا ہوں، مولانا فرماتے ہیں:

تقلید کی تحقیق یہ شبہ محض ایک غلطی پر مبنی ہے، جو بات کوئی بطور نقل و حکایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیان کرے اسکے ماننے کو اس کی تقلید نہیں کہا جاتا. تقلید اسی وقت ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص کوئی بات اپنے طور پر کہے، اور بلا اس کی دلیل معلوم کیے اس کے بھروسے پر اسکو تسلیم کر لیا جائے ...... اور جو شخص کسی بات کا نقل کرنیوالا ہو اور دوسرے سے اس کو روایت کرے تو وہ محض ایک واسطہ ہوتا ہے اور اس بات کا ماننے والا اس کا مقلد نہیں کہلاتا. بلکہ منقول عنہ کا جس سے وہ بات منقول ہے اعتبار ہوتا ہے. چنانچہ دیکھو وہ مسائل جو مذاہب اربعہ کی فقہ کی کتابوں مثل درمختار ہدایہ، المهذب، المجموع المدونہ، المغنی وغیرہ میں مذکور ہیں اور علماء مذاہب اربعہ ان کتابوں سے مسائل کو لیتے اور عمل کرتے ہیں. باوجود اس کے وہ ان کتابوں کے مصنفین کے مقلد نہیں کہلاتے. بلکہ وہ ائمہ اربعہ، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ ہی کے مقلد کہلاتے ہیں. جس کی وجہ یہی ہے کہ یہ مسائل دراصل ائمہ اربعہ کے اقوال اور ان کے بتائے ہوئے ہیں، اور یہ مصنفین محض ایک واسطہ ہیں، اسی طرح عوام مقلدین جو اپنے ہمعصر علماء مذاہب سے مسائل دریافت کر کے عمل کرتے ہیں تو یہ ان علماء کے مقلد نہیں کہلاتے بلکہ امام ابوحنیفہ وغیرہ ہی کے مقلد کہلاتے ہیں، جس کا سبب یہی ہے کہ یہ علماء ان مسائل کو اپنے طور پر نہیں کہتے بلکہ ائمہ کرام کے قول کی حکایت و روایت کرتے ہیں "

قبول روایت تقلید نہیں ہے

"پس اس طرح محدثین نے جو احادیث جمع کیں اور لکھیں ان احادیث کا ان سے لینے والا ان کا مقلد نہیں کہا جا سکتا، اس لئے کہ وہ احادیث ان کا قول نہیں ہے. بلکہ وہ احادیث رسول ہیں، جن کو وہ روایت کرتے ہیں اور وہ محدثین اور دیگر رواۃ حدیث محض ایک واسطہ ہیں، جیسا کہ کتب فقہ کے مولفین اور دیگر حنفی علماء امام ابوحنیفہ کے قول کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کے لیے محض ایک واسطہ ہیں، اور ان سے لینے والے ان کے مقلد نہیں کہلاتے .... اس کے علاوہ اگر نقل و روایت کرنے والے کی روایت کردہ بات کو ماننے والا اگر اس کا مقلد کہلائے تو ماننا پڑے گا کہ ائمہ اربعہ بھی مقلد ٹھہریں، اس لئے کہ انھوں نے بھی تو احادیث آخر رواۃِ احادیث اور محدثین ہی سے اخذ کی ہیں اور لی ہیں، خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں سنی ہیں، حالانکہ ان کا مقلد ہونا تسلیم نہیں کیا جاتا، پس اہلحدیث محدثین کی احادیث لینے سے ان کے مقلد کیسے ٹھہرائے جا سکتے ہیں؟

(علاوہ بریں اگر قبول روایت بھی تقلید ہے تو فیصلہ شد، کیونکہ اہلحدیث اور مقلدین کا اس مسئلہ میں اختلاف تھا کہ آیا ایک ہی امام کی تقلید واجب ہے؟ مقلدین اس کے وجوب کے قائل ہیں، اور اہل حدیث اس کے منکر ہیں، لیکن مقلدین نے عملی طور پر ثابت کر دیا کہ وہ بھی تقلید شخصی نہیں کرتے، اس لئے کہ (مثلاً علماء حنفیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے علاوہ وہ امام بخاری، مسلم، ترمذی، شافعی، مالک، احمد بن حنبل وغیرہ محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات بھی تو مانتے اور قبول کرتے ہیں حالانکہ بقول ان کے قبولِ روایات اور تقلید میں کوئی فرق نہیں، چنانچہ اسی بنا پر وہ اہلحدیث کو ائمہ حدیث کے مقلد سمجھتے ہیں، تو پھر تقلید شخصی کہاں رہی، بلکہ مقلدین نے بھی کئی ایک اماموں کی روایت قبول کر کے تقلید شخصی سے علیحدگی کا ثبوت دیا، فافہم ــــ ماخوذ از "اہلحدیث کا مذہب" صـ۶۷)

"اسی طرح محدثین نے جو رواۃِ حدیث کی جرح و تعدیل کی تو بیشتر ان کے حالات مشاہدہ وغیرہ کے ذریعے سے حکایت کئے جیسا کہ شاہد کسی بات کی حکایت کرتا اور شہادت دیتا ہے تو جیسا کہ شاہد کی بات کا ماننا تقلید میں داخل نہیں، اسی طرح جرح و تعدیل کا ماننا تقلید میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح محدثین نے جن احادیث کی تصحیح و تضعیف کی عموماً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ہی اسکے وجوہ و دلائل بھی بیان کر دیئے، صفات رواۃ کے لحاظ سے اگر یہ بحث بھی تو اس کو کھول دیا اور اگر علل خفیہ کی بنا پر تھی تو بشرتران کو جو کچھ کھٹکا بیان کر دیا الغرض دعوے کو دلیل کے ساتھ بیان کیا۔ پس اس کا ماننا بھی تقلید نہیں، کیونکہ تقلید بات کے بے دلیل مان لینے کا نام ہے"

اہلحدیث کسی کے مقلد نہیں

"الحاصل علماء اہلحدیث محدثین سے جو احادیث لیتے ہیں وہ ان کے مقلد نہیں، کیونکہ محدثین اور رواۃ حدیث تو محض واسطہ ہیں، اور منقول عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے قول و فعل اور تقریر کے ماننے کا نام تقلید ہے ہی نہیں۔ ..... رہے عوام اہلحدیث تو ان کی حالت یہ ہے کہ جب کوئی عامی کسی اہلحدیث عالم سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا ہے اور وہ اس کے جواب میں وہ حدیث جو اس بارے میں آئی ہے روایت کر دیتا اور سمجھا دیتا ہے (چنانچہ اہلحدیث میں عموماً یہی دستور ہے) تو ظاہر ہے کہ وہ عامی کسی کا مقلد نہیں ہوا، یہ بتانے والا ایک راوی ہے جس نے قول شارع کو روایت کر دیا۔ اور روایت کا تسلیم کر لینا داخل تقلید نہیں ہے، جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا۔ اور اگر وہ مسئلہ جو کسی عامی اہلحدیث نے دریافت کیا کسی صریح آیت یا حدیث میں وارد نہیں ہوا ہے۔ یا اس بتانے والے عالم کو اس مسئلہ کی بابت صریح حدیث معلوم نہ تھی اور اس نے استنباط کر کے بتایا اور وجہ استنباط بھی بیان کر دی، خواہ وہ استنباط اسی کا ہو یا کسی مجتہد کا تب بھی وہ عامی اس عالم کا مقلد نہیں کہلائے گا۔ اس لئے کہ اس نے اپنا عندیہ یا کسی دوسرے کا بلا بیان دلیل نہیں تسلیم کرایا، علماء اہلحدیث کا مسائل بتانے میں اکثر یہی طریقہ ہے کہ دلیل بھی ساتھ بیان کر دیتے ہیں اور سلف کے مذاہب بھی"

پھر فقہاء کی یہ تصریح بھی پیش نظر رہے کہ عامی بے علم کا عالم اور مفتی کی طرف رجوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور مسئلہ پوچھنا اور اس پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے۔ نیز فقہاء نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ عامی بے علم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس کا مذہب وہی ہے جو اس کے مفتی کا ہے۔ ایک عامی اپنے آپکو حنفی یا شافعی کہے تو اس سے وہ حنفی شافعی نہیں ہوتا (ردالمختار جلد سوم ۱۹۶)

"بہرحال اہلحدیث پر تقلید سے خالی نہ ہونے کا الزام محض ایک غلطی ہے۔ اور اگر کوئی صورت ایسی بھی پیدا ہو جس سے کسی اہلحدیث کے عمل پر کسی مسئلہ میں تقلید صادق آسکے۔ تاہم ان کی تقلید ان مقلدین کی سی تقلید نہیں ان کو اس عالم کا جس سے وہ دریافت کرتے ہیں رائے وعندیہ دریافت طلب نہیں ہوتا چنانچہ وہ اسی کے قول وعندیہ کی ہر وقت اور ہر موقع پر تلاش نہیں کرتے۔ ان کا مقصود تو صرف قرآن وحدیث کی تلاش ہے جس عالم سے مل جائے۔ اور پھر جس عالم سے دریافت کیا اگر کوئی دوسرا استند عالم اس کے خلاف قرآن وحدیث سے ثابت کردے تو اس کے قبول کرنے میں ان کو کوئی عذر نہیں"

مقلدین کو اپنے ہی امام کے عندیہ اور مذہب کی تلاش رہتی ہے

"برخلاف مقلدین کے کہ ان کو ہر معاملہ میں اپنے امام ہی کے عندیہ اور مذہب کی تلاش رہتی ہے۔ جب کسی مسئلہ کی ضرورت ہوتی ہے یہی جستجو ہوتی ہے پھر جو ان کا مذہب معلوم ہو جائے اسی پر اصرار ہے۔ دوسرے ائمہ امت کے اقوال اس کے مقابلہ میں ہیچ اور ناقابل التفات ہیں حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتے کہ ہر شخص کیلئے اس کے امام کا مذہب جس کو اس نے خود یا اس کے باپ دادا نے اپنایا ہے کیسے شرع محمدی قرار پاگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مجتہدین امت محمدیہ کے فتاوے اس کے حق میں کیوں مہمل اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے کار ٹھہر گئے۔" (الاقتصاد ص ۲۴۳، ص ۲۴۶)

حق دائر رہا ہے

اہل تقلید ہر مسلمان کے ذمہ یہ لازم قرار دیتے ہیں کہ وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کو خصوصیت کیساتھ پکڑ لے، مگر پھر ہر ایک دوسرے کے مسائل کا رد بھی کرتے رہتے ہیں۔ اگر مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک کے جملہ مسائل حق ہوتے تو آپس میں یہ رد وکد نہ ہوتی۔ اور اگر جملہ حق نہیں ہیں۔ بلکہ حق دائر ہے اور اصل میں حق ایک ہی ہے تو کسی کی آنکھ میچ کر جملہ مسائل میں پیچھے ہو رہنے کی اور باوجود قدرتِ تحقیق کے تحقیق نہ کرنیکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین احمدہ سبحانہ۔ واشھد ان لا الہ الا ھو واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ الداعی الی صراط ربہ والذی قال ترکتکم علی المحجۃ البیضاء لا یزیغ بعدی عنھا الا ھالک و اسأل اللہ تعالیٰ ان یھدینا الصراط المستقیم صراط الذین انعم علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وبعد۔

آج مسلمانوں کو ایک کلمے پر اکٹھا ہونے کی سخت ضرورت ہے لیکن اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک عقیدہ۔ مسائل شریعت اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے کتاب و سنت کو مرکز اتحاد نہ بنایا جائے۔ کتاب و سنت کی دعوت کا تصادم سب سے پہلے مقلدین کے جمہور سے ہوتا ہے جن کا خیال ہے کہ دعوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فقہ و تشریع کو ایک کرنے میں ائمہ اربعہ کی رفعت شان کی تنقیص ہے، اسی وجہ سے یہ حضرات کتاب و سنت کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ ان کا گمان ہے کہ اس طرح سے فقہ معطل ہو جائے گی اور دین میں اٹکل بازی کا دروازہ کھل جائے گا یہ رسالہ انشاء اللہ اجتہاد اور قانون سازی اور ائمہ اربعہ کے سلسلے میں سلفیوں کے موقف کا صحیح اور واضح ترجمان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے ذریعہ مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہونچائے اور اس خدمت کو ہم سے قبول فرمائے۔ یقیناً وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

عبدالرحمن عبدالخالق

کویت ۱۱ رجب ۱۳۹۷ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد کی ضرورت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم حاصل ہوا علماء اسکو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں :

(۱) **خبریات** : یعنی ایمان اور غیب کے مسائل، مثلاً آخرت، اللہ سبحانہٗ کے صفات اور اعمالِ وحی، فرشتے، جنت، دوزخ اور حساب وکتاب وغیرہ۔

(۲) ایسے مسائل جن کا تعلق اعمال سے ہے : شرعاً جن کے ہم مکلف ہیں جیسے عبادات جو اللہ اور بندے کے درمیان تعلقات کا نام ہے جس کی بڑی شکلیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔

(۳) ایسے مسائل جن کا تعلق آپس کے انسانی تعلقات سے ہے :
جیسے نکاح، طلاق، خرید وفروخت، ہبہ، وراثت نیز دیگر معاشی اور سیاسی معاملات۔ ایک اور قسم ہے جس کا تعلق انسانی کمال سے ہے، اسے اخلاق اور تزکیہ کا نام دیا جا سکتا ہے اس کا تعلق بعد کی دونوں قسموں سے ہے ایک پہلو سے اس کا تعلق باطن سے ہے یعنی سینے کو بغض وحسد سے پاک کیا جائے۔ یہ بھی اخلاق ہے۔ دوسرے پہلو سے یہ ایک ظاہری عمل ہے۔ مثلاً سخاوت، شجاعت، مہمان نوازی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر ظاہری اعمال وغیرہ

عقائد کے مسائل میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، خواہ بصورتِ زیادتی ہو یا کمی یہ بات تمام شریعتوں اور نبیوں کی زبانی واضح اور روشن ہے۔

دوسری قسم احوال وظروف اور زمانے کے حالات سے متعلق ہے اور اس میں ایک دائمی حرکت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا (المائدہ ۴۸) تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور طریقہ بنایا ہے۔

اسی سبب سے تمام انبیاء کی شریعتیں آپس میں مختلف رہی ہیں گویہ اختلاف تمام ناحیوں سے نہیں تھا بلکہ ان کے بنیادی اصولوں میں اتفاق تھا۔

شریعتِ اسلامیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی مکمل ہو چکی تھی اس کے باوجود مسلمان اپنی طویل تاریخ کے مختلف ادوار میں اس بات کے ضرورت مند رہے کہ اپنے مسائل اور نئی پیش آمدہ مشکلات جو زمانے کی تبدیلی کی پیداوار ہوتی ہیں شریعت اسلامیہ کے محکم احکامات سے حل کریں۔ اسی لئے زندگی کے حالات کی تبدیلی کے ساتھ اجتہادی مسائل میں تبدیلی واقع ہوتی رہی ہے۔ اگر اجتہاد بند ہو جائے تو تغیر پذیر حالات انسانی زندگی سے شریعت اسلامیہ کو خارج کر دیں گے۔ اس لئے کہ زندگی ہمیشہ نئے حالات کی طرف رواں دواں ہوتی ہے اور اجتہاد بدلتے ہوئے حالات کو عصری اسلامی روپ دینے کا نام ہے۔ لہٰذا جب یہ قوانین اسلامیہ اس حرکت زندگی کا ساتھ نہیں دیں گے تو زمانہ آگے نکل جائے گا اور شریعت اسلامیہ پیچھے رہ جائے گی۔ لوگ دوسری شریعتوں کو اپنانے لگیں گے۔ نئے قوانین پر عمل پیرا ہوں گے اور یہ حالت پوری طرح شریعت اسلامیہ پر گزر چکی ہے انسانی زندگی سے اس کا اخراج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا ہے۔ فقہی اجتہادات کے جمود اور سیاسی و اجتماعی طور پر اسلامی اجتہادات کی بے دخلی اس کے اہم اسباب ہیں۔

اخلاق اصولی طور پر اگرچہ دائمی اقدار سے متعلق ہے۔ لیکن حالات وظروف کے تغیرات سے عملی اعتبار سے اس میں بھی تغیر واقع ہوتا ہے صبر، شجاعت، فیاضی شرافت اگرچہ اصلی معنی کے لحاظ سے غیر متغیر ہیں لیکن وقتی حالات جوان کے متقاضی ہوتے ہیں ان میں تغیر واقع ہوتا ہے۔

اسلامی اجتہاد کی تغیر پذیری اس بات کی متقاضی ہے کہ ہر دور اور ہر تاریخی موڑ پر ایسی مضبوط ذی علم شخصیتیں ہوں جو اسلام کے مطابق لوگوں کی زندگی کا ڈھانچہ بنائیں اور اس کے مطابق ان کی رہنمائی کریں۔ ان علماء کا صرف منصب افتاء پر رہنا کافی نہیں ہے بلکہ احکامات جاری کرنے کا فیصلہ کرنے کا مقام بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے عام امام کے لئے مجتہد ہونے کی شرط لگائی ہے کیونکہ ہر دور سے مسلمانوں حربیوں، ذمیوں اسلامی مملکت میں رہنے والے غیر مسلم نیز حلیفیوں کے لئے ایسے موقف اور احکام کی حاجت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین سے ماخوذ ہوں اور یہ اجتہاد ہی سے ہو سکتا ہے۔

اسی طرح قاضی کے لئے بھی شرط ہے کہ وہ مجتہد ہو اس لئے کہ قضا کو جو واقعات ومسائل پیش آتے ہیں وہ ہر طور سے خیر القرون اور دور اجتہاد کے واقعات کے مثل نہیں ہیں بلکہ ہر روز قضا کو نئی مشکلات اور ایسے نئے مسائل کا سامنا ہوتا ہے کہ اگر قاضی مجتہد نہ ہو تو لازماً جہل سے فتویٰ دے گا۔ اور کسی ایک فریق پر ظلم کر بیٹھے گا۔

ان اسباب سے مسلمان ہر روز بلکہ ہر لمحہ جدید فقہی اجتہاد کے ضرورت مند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ اجتہاد فتویٰ، قضا اور احکام کے نافذ کرنے نیز شریعت اسلامیہ کو بدلتے ہوئے حالات اور وقت کے تقاضے کے مطابق ڈھالنے میں بھی ہونا چاہیے تاہم یہاں سیاسی صورتحال کا ایک نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

آج کے مسلمانوں کو خلافت راشدہ کے طرز کی حکومت کی سخت ضرورت ہے، لیکن وہ حاصل کیسے ہو اور کتاب و سنت کے مطابق اس کا دستور کس طرح کا ہو، یہ مسئلہ اجتہاد اور دعوت کا متقاضی ہے۔ آج ہمارے دشمن بے شمار ہیں، یہودیوں نے ہماری زمینوں پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے اور ہمیں ہماری عورتوں اور بچوں کو وہاں سے نکال باہر کر دیا ہے، ان کے بارے میں ہمارا کیا فریضہ ہونا چاہیئے؟ کیا جنگ کی جائے یا معاہدہ کیا جائے یا صلح کر لی جائے؟ اگر جنگ ہو تو کس طرح اگر معاہدہ ہو تو اس کے اصول اور اس کی شرطیں کیا ہوں، اور صلح ہو تو اس کے اصول و شروط کیا ہونی چاہئیں؟ ان باتوں کی شرعی تشریح لازم ہے۔

اقتصادی نقطۂ نظر سے کیا ہم مغربی ممالک میں اپنا مال جمع کریں؟ اگر یہ جائز ہے تو اس پر فائدہ لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو اس مسئلہ کے حل کی کیا صورت ہے؟ اس طرح کے سیکڑوں عملی، اقتصادی مسائل ہیں، مشترکہ کمپنیاں، بیمہ، تجارت، مال کا تبادلہ یہ مسائل ایسے زبردست علماء کے محتاج ہیں جو زندگی کے مسائل اور موجودہ مالی نظام میں گہری بصیرت رکھتے ہوں اور مسلمانوں کی ان مسائل میں شرعی رہنمائی کر سکتے ہوں

ہمارے اجتماعی، اخلاقی اور نفسیاتی مسائل، موجودہ دور میں شریعت اسلامیہ کی تطبیق، اہل کفر کے ممالک میں مسلمانوں کی مشکلات جیسے ہزاروں مسائل ہیں جو اجتہاد کے شدید متقاضی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام یہ کہ آج مسلمان ایسی تجدیدی اور اجتہادی مساعی کا ضرورت مند ہے، جو صرف فتویٰ پر اکتفا کرنے کے بجائے فرد، جماعت اور حکومت کو بھی اپنے دائرہ کار میں داخل کریں۔ یہ اجتہادی اور تجدیدی حرکت موجودہ دور میں مسلمانوں کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کا راستہ دکھا سکتی ہے اور زندگی کے تمام میدانوں میں شریعت اسلامیہ کو گام بہ گام، منزل بہ منزل استحکام عطا کر سکتی ہے۔ اگر یہ تحریک نہ ہو تو شریعت اسلامیہ موجودہ حالات کی انسانی زندگی اور تبدیلیوں کا ساتھ دینے میں پیچھے رہ جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد کس طرح ؟

علماء نے اجتہاد شرعی کی تعریف اس طرح فرمائی ہے :

بذل الجهد للوصول الی ظن بحکم شرعی — کسی شرعی حکم میں یقین تک پہونچنے کے لئے کوشش کرنا ۔

یعنی مجتہد اس لئے کوشش کرتا ہے تاکہ کسی مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کی مراد سمجھ سکے یہ حکم نص قرآنی یا حدیث نبوی یا اجماع صحابہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے ۔

ورنہ پھر استنباط کے ذریعہ کسی آیت یا حدیث کے مفہوم کو سمجھ کر یہ بات معلوم ہو سکتی ہے ۔ لیکن اس فہم میں خطاء و صواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ اجتہاد جو فہم و استنباط پر مبنی ہو ظنی ہوتا ہے کیونکہ فہم و استنباط میں خطا کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے امام مالکؒ فرماتے ہیں :

کل رجل یوخذ من قوله ویرد علیه الا صاحب هذا القبر (ارشاد السالک ۲۲۷/۱) — ہر آدمی کا قول قابل قبول یا لائق رد ہو سکتا ہے سوائے اس قبر والے کے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔

جو شخص کسی حکم کو سمجھنے کے لئے عقل و فہم کام میں لائے اس کے لئے یہ بات لازم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس کا اہل ہو اس بنا پر علماء نے اجتہاد کی مخصوص شرائط بیان فرمائی ہیں جن میں سب سے جامع شرط یہ ہے کہ مجتہد قرآن و سنت کو سمجھتا ہو، عربی زبان کا عالم ہو، اس حادثے یا واقعے کو سمجھتا ہو جس کے لئے اجتہاد کرنا ہے اور اس واقعے سے متعلق مخصوص نصوص کو جانتا ہو یہ علم بحمد اللہ ہر ضروری کوشش کرنے والے کو حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القمر) اور تحقیق ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

اِنَّ هٰذا الدين يسر (مسلم) بلاشبہ یہ دین آسان ہے۔

ولن يشاد الدين احد الا غلبه (بخاری) جو کوئی دین کی کھینچ تان کرے گا وہ مغلوب ہو جائے گا۔

بعثت بالحنيفية السمحة میں آسان دین حنیف پر بھیجا گیا ہوں

اسلام کی یہ آسانی صرف عمل ہی میں نہیں بلکہ فہم میں بھی ہے

بحمد اللہ تاریخ اسلام کا کوئی دور ایسے لائق علماء سے خالی نہیں رہا ہے جو اللہ کے دین میں اجتہاد کے معیار کے مطابق اور حسب رضائے الٰہی امت کی رہنمائی کے اہل نہ رہے ہوں۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ دین کے بارے میں کہی گئی ہر بات درست اور حق کے موافق رہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک اس دین میں جس نے بھی اجتہاد کیا وہ حق کو بھی پہونچا اور اس نے خطا بھی کی۔ اس نے دوسرے کی تردید کی دوسرے نے اس کی تردید کی جیسا کہ امام مالکؒ نے فرمایا۔

ما منا الا قد رد و رد عليه ہم میں جو بھی ہے وہ کبھی دوسرے کی تردید کرتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کبھی دوسرا اس کی تردید کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دادی کا حق قرآن میں کچھ نہیں پایا اور میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو کچھ دیا ہو۔ آپ کے پاس ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دیا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ پر صحابہ نے بہت سے مسائل میں اعتراض کیا ہے جیسے تیمم، مہر کی تعیین وغیرہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر صحابہ نے عبادات اور معاملات کے مسائل میں بہت سے اعتراض کئے۔ بہت سے فقہی اور سیاسی امور میں حضرت علیؓ سے صحابہ نے اختلاف کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اعلام الموقعین لابن قیم۔ لہذا دیگر علماء اور فقہاء اس سے کیوں کر مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے جب اس دین کو تاقیامت باقی رکھنے کی ضمانت لی ہے تو وہ صرف نصوص ہی کی حفاظت نہیں کرے گا بلکہ اس کی تطبیق اور فہم کو بھی امت میں باقی رکھے گا اور قیامت تک کوئی فرد ہو یا جماعت اللہ کے دین کے لئے ضرور کھڑے ہوتے رہیں گے تا آنکہ دجال آجائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تزال طائفة من امتی علی الحق	میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ثابت
لا یضرھم من خذلھم ولا	قدم رہے گا ان کا ساتھ چھوڑنے والا اور
من خالفھم حتی یاتی امر اللہ	ان کی مخالفت کرنے والا کوئی ضرر نہیں پہنچا
وھم کذالک۔	سکے گا وہ اسی حال میں ہوں گے کہ قیامت آجائیگی

اس گروہ کو بے شبہ ہر روز نت نئے مسائل اور پیچیدگیوں کا سامنا کرنا ہوگا جو زمانہ اول میں وقوع پذیر نہ ہوئے ہوں گے۔ یہ طبقہ ہمیشہ اجتہاد کا ضرورتمند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا تاکہ کتاب و سنت کے مطابق اپنا راستہ واضح کر سکے۔ ہر روز رونما ہونیوالے جدید سے جدید حالات کے ساتھ اجتہاد کا خاص ربط ہے اس لئے ہمیں اجتہاد کی ہمیشہ ضرورت رہے گی۔ لیکن ہمیشہ اس میں خطا اور ثواب دونوں کا امکان بھی باقی رہے گا۔

اسلام کے نزول کے وقت ہی رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رعایت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ یہ رسُول جن پر وحی کی گئی ہے اخیر دنیا تک باقی نہیں رہیں گے۔ ان کے بعد خلفاء آئیں گے۔ آسمان سے وحی کا سلسلہ کٹ جائیگا لوگوں کے لیے بس فہم و استنباط اور اجتہاد کا سلسلہ باقی رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ اجتہاد کرنے والے حق کو بھی پہونچیں گے اور خطا بھی کرینگے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسئلے میں حق تک پہونچنے کو لازمًا مکلف نہیں کیا ہے کیوں کہ یہ انسانی طاقت سے باہر ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اذا اجتھد الحاکم فاصاب فلہ اجران واذا اجتھد فاخطأ فلہ اجرٌ واحد	جب فیصلہ کرنیوالے نے اجتہاد کیا اور حق پالیا تو اسے دہرا اجر ملے گا اور جب اجتہاد کیا اور غلطی کی تو اسے ایک اجر ملے گا۔ (بخاری، مسلم)

آپ کی وفات کے بعد بہت سے مسائل پیش آئے جن پر صحابہ نے اجتہاد کیا۔ کبھی سب کی رائے ایک ہوتی اور کبھی مختلف رائیں ہوتیں۔ انھیں مسائل میں سے ایک یہ بھی تھا کہ خلافت کس کو دی جائے؟ جیش اسامہ بھیجا جائے گا یا عرب مرتدین سے جنگ کی جائے گی؟ مانعین زکوٰۃ مرتد اور واجب القتل ہیں، یا مسلمان ہیں جن کی خونریزی جائز نہیں ہے؟ فارس اور روم سے جنگ کی جائے یا نہیں؟ عمر بن خطابؓ وصیت سے خلافت کے مستحق ہیں یا نہیں؟ عمر کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا وصیت سے جیسا کہ ابو بکرؓ نے کیا یا معاملہ مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان چھ افراد کو تجویز فرمایا جن سے اللہ کے رسولؐ وفات تک راضی تھے اور ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اچھوتا نظام رائج کیا۔ اس طرح سیکڑوں اجتماعی مسائل خلافتِ عثمانی اور دورِ خلافتِ علی میں درپیش ہوئے جن کے بارے میں خلیفہ کی رائے اور دوسرے حضرات کی رائے مختلف ہوتی تھی۔ مثلاً فارسی قیدیوں یا ان کے کاریگروں کو مدینے میں ٹھہرانے کا مسئلہ۔ حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ مدینہ کو ان سے پاک رکھا جائے حضرت عباس اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کی رائے تھی کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ اور اس طرح کے دیگر مسائل مسلمانوں کو اجتہاد پر مجبور کرتے تھے۔

آج اگر آپ زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی مشکلات اور مسائل کا شمار کریں تو محسوس کریں گے کہ ہمیں عظیم اجتہاد اور گہرے فکر و نظر کی شدید ضرورت ہے۔ ہم یقین کریں گے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کو وضاحت سے سمجھنا ضروری ہے، تاکہ ہم اپنی زندگی میں اللہ کے دستور کے مطابق چل سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجتہد مطلق کا تصور

اللہ تعالیٰ نے اپنا دین تمام روئے زمین اور تمام انسانوں کے لیے نازل فرمایا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر قیامت تک ہر دور میں انسانوں کی رہنمائی کرے گا۔

زمان و مکان، انسانوں کی کثرت و وسعت، مسائل کے ہجوم، ارادوں کے اختلاف اور احتمالات کی بہتات کو کوئی بھی عقل خواہ کتنی ہی قوت حفظ و سرعت ادراک سے نوازی گئی ہو، احاطہ نہیں کر سکتی اللہ تعالیٰ کا دین کسی ایک حالت کا نام نہیں ہے بلکہ موت و زندگی، عبادات و معاملات، اخلاق اور تمام انسانی حالات کا تعلق دین کے وجوبی، تحریمی یا استحبابی امور سے ہے اس لئے لوگوں کے دلوں کو اس دین کے عقائد اور معیار کے مطابق ڈھلنا چاہیے اور ان کے اخلاق کو اس دین کے نمونے اور اصولوں سے سدھارنا چاہیے۔ لوگوں کے معاملات دینی اصول و ضوابط کے مطابق حل کرنا چاہیے۔ ان تمام اصولوں کی بہت سی جزئیات ہیں اور یہ جزئیات مسائل کی زیادتی سے زیادہ اور مسائل کے نئی شکل اختیار کرنے سے نئے بنتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ ایمان و عقائد کے مسائل کی واقفیت حاصل کرنا چاہیں تو انھیں آپ تھوڑے وقت میں حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اسلامی عقائد کے مطابق اگر لوگوں کے اعتقادات کی اصلاح کرنا چاہیں تو آپ محسوس کریں گے کہ ایسے سمندر کے ساحل پر کھڑے ہیں جو مشکلات حوادث اور باطل نظریات سے موجزن ہے یا ایسے شبہات سامنے آئیں گے جو دین کی شکل کو بگاڑتے ہیں۔ ان سب کے ردّ و ابطال کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اس دین کی تحریک کے لئے ایک طویل جد و جہد کی ضرورت ہے۔ ان سب علوم کا کوئی بھی عقلِ انسانی احاطہ نہیں کر سکتی اس لئے جہد و عمل دعوت و قضا اور سیاست کے پیمانے پر دین کی پابندی کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے۔ ہمیں ایسا کوئی مجتہد مطلق نظر نہیں آسکتا جو ہر چیز جانتا ہو، ہر امر میں فتویٰ دے سکے اور ہر چیز میں اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔ کیونکہ اس طرح کا عالم صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جو تمام چیزوں کا علیم و خبیر ہے اور انسان باوجود وسعت علم، کثرت اقوال اور تیزیٔ فہم کے دین کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ حسب انعام الٰہی اس علم کا دائرہ بھی کہیں کشادہ اور کہیں نسبتاً تنگ ہوتا ہے۔

اس بنا پر تاریخ اسلامی کے کسی دور میں ہم مجتہد مطلق کا تصور نہیں کر سکتے خواہ وہ خلیفہ ہو یا امام یا قاضی اور مفتی۔ بلکہ ہمیں یہ تصور ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ دین فرد کی وسعت سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے اور اس کا احاطہ جماعت ہی کر سکتی ہے اس لئے اسلام کے مطالعے کے لئے ہمیں دو اہم باتوں کی ضرورت ہے۔

(ا) دین کی کلّی معلومات: اس کے لئے دین کے اساس یعنی ایمان، عبادات معاملات اور اخلاق کا کلّی اور اصولی احاطہ مقصود ہے تاکہ ہر فرد مکمل دین کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عام تصور حاصل کرے، دین کی تفصیلات اس سے الگ ہیں۔

(۲) دین کی جزئیات کا خصوصی علم: مسلمانوں کو ہر وقت ایسے ماہرین علماء کی ضرورت ہے جو علوم قرآنی، علوم حدیث، اصول فقہ، فقہ، معاملات، سیاسیات دعوت، زبان سے جہاد، وغیرہ علوم میں عبور رکھتے ہوں۔ علماء ماہرین کی اس جماعت سے مسلمان اس جاہلی حملے کو توڑ سکتا ہے جو مسلمانوں کے دین اور ان کی تہذیب کو مٹانا چاہتا ہے۔ ضروری ہے کہ یہ ماہرین اور مجتہد علماء خود تقلید جامد سے دور ہوں اور رفتار زندگی کو سمجھنے، اس کا مقابلہ کرنے اور اس پر اثر انداز ہونے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہوں۔

مختصر یہ کہ مجتہد مطلق تاریخ اسلام میں نہ کبھی پایا گیا اور نہ کبھی پایا جائے گا۔ یہاں تو بس علماء ہیں جو اپنے علم و فہم سے کام لیتے ہیں۔ کبھی خطا بھی کرتے ہیں اور کبھی حق کو بھی پہونچتے ہیں۔ امت مجموعی طور پر خطا سے محفوظ ہوتی ہے اور حق امت کے افراد میں بکھرا ہوا ہوتا ہے۔ درستی رائے اللہ کا انعام ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کسی بھی فرد کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام مسائل میں حق کو حاصل کر لینا ممکن نہیں ہے اور نہ اس کا قول قرآن و وحی ہو سکتا ہے کہ وہاں باطل و خطا کا گذر نہ ہو۔

لہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا:
ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ (ترمذی) اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہیں کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تغیر پذیر اور غیر تغیر پذیر اصول

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا
آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد
جس نے ہماری شریعت میں نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے

اس آیت اور حدیث کے غلط مفہوم سمجھنے کی بنا پر بعض لوگوں نے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہونچایا ہے۔ انھوں نے دین میں ہر اضافے کو باطل اور مردود قرار دیا۔ تطبیقی اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا اور حالات کے تغیر اور جدید مشکلات کے سامنے بے حس و حرکت کھڑے رہے۔

ان کے بالمقابل دوسرا گروہ ہے جس نے کسی امام یا عالم کے اُن اقوال کو جو دین کے سلسلے میں وارد ہوئے یہ سمجھتے ہوئے لازماً حق جانا کہ ان کا تعلق دین سے ہے یا کبھی ان کے ساتھ دلیل بھی مذکور رہوتی ہے۔ ان کے نزدیک دین کی وسعت فتاوے، رایوں اور ان اقوال تک ہے جو مجتہدین سے صادر ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اجتہاد کو وسعت دی تو اس کے دائرے میں عقائد، عبادات اور اخلاق کو بھی داخل کر دیا۔ اسی سبب سے دین ان کے یہاں مسخ ہو گیا اس میں کوئی نظم و ضبط نہیں رہ گیا۔ ہر مسئلے میں دو یا تین رائیں ہوتی ہیں لیکن ان کے نزدیک ان میں سے ہر رائے درست ہے۔ مسلمانوں کو ان میں سے کسی کو لے کر اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

ان دونوں گروہوں کے مابین معرکے گرم ہوئے۔ اپنے اپنے اغراض کے لیئے آیات اور احادیث کی دور ازکار تاویلیں کیں۔ مسلمانوں کو انھیں جھگڑوں میں مشغول رکھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ دونوں گروہوں کے ہاتھ سے بعض ایسے اصول اور معیار چھوٹ گئے جو اس باب میں صداقت کے پرکھنے کے لئے لازم ہیں ان اصولوں کو ہم تغیر پذیر اور غیر تغیر پذیر اصولِ دین کا نام دیتے ہیں۔

(۱) اللہ سبحانہ تعالیٰ حق ہے اس سے جو کچھ صادر ہوتا ہے وہ حق ہوتا ہے اگر خبر ہے تو سچی ہے۔ حکم ہے تو عدل و انصاف پر مبنی ہے ارشاد فرمایا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا — اور تیرے رب کا کلمہ از روئے سچائی اور عدل کے پورا ہو گیا۔

کلمہ کا لفظ مفرد ہے اور معرفہ کی طرف مضاف ہے اس لیئے یہ تمام کلموں کو عام ہوگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی کی گئی یا سنت جس کو وحی کے ذریعہ آپ کو بتایا گیا، سب کا سب حق ہے اگر کسی کا گمان کچھ اور ہے تو وہ کفر ہے۔ یہ غیر تغیر پذیر اصولوں میں سب سے پہلی اصل ہے۔

(۲) قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا۔ سنت عربی زبان میں ہم کو ملی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کو کلام میں بہت بلیغ تصرف کی قدرت ہوتی ہے نیز الفاظ کی دلالتیں بھی کبھی مختلف ہوتی ہیں۔ ترکیب کی نوعیت، تقدیم و تاخیر نیز حذف وغیرہ سے معانی میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ عربی زبان اور کلام کی مختلف حالتیں۔ کنایہ، تشبیہ اور استعارے کے اسلوب کا استعمال، افراد کے فکر و فہم کو قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے مختلف بنا دیتا ہے، جس کے سبب کوئی ذی عقل آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن و سنت کے نصوص کو سمجھنے میں سارے لوگ ایک درجے میں ہیں۔ کیونکہ یہ بات تو مشاہدے میں ہے کہ لوگوں کی ثقافت ان کی وسعت نظر علم کی گہرائی، زبان کے اسالیب، کلام کی ترکیبوں اور ان کی رنگارنگی لوگوں کی فکر و نظر میں تفاوت پیدا کر دیتی ہے باوجودیکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل ایک ہے اور حق ایک ہے جو کبھی نہیں بدلتا بلکہ فرد واحد کے فکر و فہم میں ایک ہی نص میں زمانے اور وقت کی تبدیلی سے تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ آج آپ کسی آیت کا مطلب کسی طور پر سمجھتے ہیں لیکن کل اسی کو دوسری طرح سے سمجھتے ہیں جو پہلے سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ آپ ایک آیت زمانے تک پڑھتے رہتے ہیں پھر کبھی آپ کے ذہن میں ایک نیا معنی پیدا ہو جاتا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ سوجھا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے وفاتِ رسول کے موقع پر جب آیت پاک۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بشیک تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ سنی تو فرمایا۔ واللہ ایسا لگ رہا ہے جیسے آج سے پہلے میں نے یہ آیت سنی ہی نہ ہو اس سلسلے کی مثالیں بے شمار ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ فکر و فہم افراد اور حالات کی تبدیلی سے بدلتے رہتے ہیں، لیکن حق ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے جو کبھی نہیں بدلتا اور حق کی توفیق اسی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ملتی ہے جسے اللہ توفیق دے۔

(۳) علوم اسلامیہ عمومی طور پر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو غیر تغیر پذیر اور ما فوق اجتہاد ہے اس میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں۔ یہ عقائد اور ایمانی مسائل عبادات مثلاً ارکان اربعہ، اخلاق اور اخلاقی فضائل جیسے صداقت، احسان اور شجاعت وغیرہ ہیں یہ دین کے غیر اجتہادی امور ہیں۔ اللہ کی صفات، فرشتے، جنت، دوزخ آخرت عذاب قبر اور دیگر امور غیب میں اجتہاد اور اضافے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ان میں اضافہ وحی کے ذریعہ ممکن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ کٹ چکا ہے۔ تصوف کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف ہے۔ صوفیاء اپنے باطل مکاشفات میں ان حقائق کی اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے جنت اور جہنم دیکھا ہے اور وہ چیز دیکھی جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں دی ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے فرشتوں سے ملاقات کی، فلاں فلاں چیز کا مشاہدہ کیا۔ کوئی کہتا ہے میں زمین کے پاتال میں اترا وہاں فلاں فلاں چیز کا مشاہدہ کیا اور یہ بات سنی حالانکہ یہ ساری باتیں جاننے کا ذریعہ صرف وحی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں ہے۔

اسی طرح عبادات میں بھی کسی اضافے کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اضافہ اسے باطل کر دے گا۔ نماز میں خواہ فرائض ہوں یا نوافل مشروع شکل میں کسی طرح کی زیادتی نہیں کی جا سکتی۔ چار رکعتوں پر ایک رکعت کی زیادتی نماز کو باطل کر دے گی۔ کسی نفل کی ایجاد جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں تھی اس پر آپ کا فرمان من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد جس نے ہماری شریعت میں کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہے۔ صادق آئے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز عبادت کی کسی بھی قسم میں اس کی ہیئت اور صورت میں اضافہ بدعت میں شامل ہوگا خلاصہ یہ کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیات میں کوئی نیا اضافہ جائز نہیں جس طرح یہ مشروع ہیں اسی طرح ان کا باقی رکھنا ضروری ہے۔

اخلاق و تربیت نفس کے اصولوں میں بھی تغیر جائز نہیں ورنہ اخلاق کا نظام بگڑ جائیگا۔ اور حق باطل اور باطل حق ہو جائیگا۔ ان تینوں قسموں میں کسی طرح کا اضافہ بدعت ہوگا ان میں اگر اجتہاد کی ضرورت ہوگی تو غلطیوں یا لازمی امور کیلئے ہوگی جیسے کوئی بھول گیا تو اسے وہ کام کرنا پڑیگا یا غلطی کر گیا جب بھی کرنا ہوگا یا مجبوری کی حالت میں بھی کرنا ہوگا خطا، نسیان اور ضرورت میں مجتہدین کا اجتہاد محصور ہوگا یعنی عقائد، عبادات اور اخلاق کے باب میں۔

(۴) "انسان فطرتاً مدنیت پسند واقع ہوا ہے" ابن خلدون کا یہ قول ایک بڑی اجتماعی حقیقت کی گرہ کشائی کر رہا ہے۔ یعنی انسان اس بات کا قدرتاً ضرورتمند ہے کہ آپس میں مل جل کر رہے بسے۔ انسانوں کے اجتماع اور ان کی کثرت سے ان کے معاملات میں گوناگونی اور مسائل میں کثرت پیدا ہوتی ہے اور رنگا رنگ تشخص اور تحفظ کیلئے آپس میں کشمکش برپا ہو جاتی ہے اس تعاون اور کشمکش کے دوران معاملات، مفادات اور مصالح میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کی اس جمعیت کو اسی طریقے پر چھوڑ دے تو ایک دوسرے کو کھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے رسول معلم، ہادی اور مرشد بنا کر بھیجے۔ کتابیں اتاریں تاکہ لوگوں کو انصاف کے راستے پر قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انصاف کے ان اصولوں کی تکمیل اپنی کتاب قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں کر دی ہے کہ عورت کا مرد سے تعلق کس طرح ہونا چاہیئے ایک مسلمان اپنے مسلم بھائی کے ساتھ کس طرح خرید و فروخت اور ہبہ کے معاملات انجام دے، حاکم محکوم کے تعلقات کیسے ہوں، معاشرہ مجرم کیساتھ کیا رویہ اختیار کرے۔ اس اچھوتے اور بے مثال نظام کو اگر انسان برپا کر دے تو زمین میں اس کی سعادت کا دور دورہ ہو جائیگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن و سنت کے وہ نصوص جو ان معاملات کے سلسلے میں نازل ہوئے۔ ان کی حیثیت عام اصول و ضوابط اور ایسے حدود ارلعہ کی ہے جن کی روشنی میں مسلمان اپنا راستہ معلوم کریں اور ان سے خود اپنے یا غیروں سے متعلق جدید حالات کے بارے میں رہنمائی حاصل کریں۔ یہ اسی دین کے تغیر پذیر اصول ہیں لیکن مطلقاً نہیں بلکہ یہ تغیر پذیری ان عام اور غیر متغیر نصوص کے دائرے میں ہوگی جو حلال و حرام اور مطلوب و ممنوع میں حد فاصل ہیں۔

غرض یہ ہے کہ معاملات کے امور اجتہادی امور ہیں کیونکہ معاملات کی نوعیت زمان و مکان اور لوگوں کے تغیر سے بدلتی رہتی ہے دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ نے کتاب و سنت کے منصوص اصول و حدود کو پہچان لیا اور مسلمانوں کی سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی زندگی میں ان کی مشکلات اور ضروریات کی نوعیت سے واقف ہوگئے تو ہم اسلامی نظام و قانون کے سایے میں ایک محفوظ رفتار دائمی ترقی اور اجتہاد سلیم کے راستے پر چل سکتے ہیں۔

لیکن یہ بھی من جملہ بہت سی مشکلات کے ایک مشکل امر ہے کیونکہ غیر اجتہادی مسائل، عقائد، ایمان، عبادات اور اخلاق آسان ہیں اس لئے کہ یہ واضح، قریب الفہم اور قلیل الاختلاف ہیں۔ لیکن معاملات، سیاست، اقتصاد اور اجتماعیت کا معاملہ مختلف ہے یہ اپنے غیر متغیر اصولوں کے باوجود عظیم تبدیلیوں کے حامل ہیں۔ ہمارے سیاسی حالات روز بروز بدلتے ہیں۔ اور اس تغیر کے ساتھ ہر روز ہمیں نئے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی اقتصادی معاملات میں ہم دنیا میں اکیلے نہیں رہ سکتے۔ ہمارے ساتھ دوسری اقوام بھی ہوں گی جن کے معاملات اور حالات کا اثر لازماً ہم پر پڑے گا۔ ایسی صورت میں ان کے ساتھ ہمارا رویہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیئے ؟ میں یہ رسالہ لکھ رہا ہوں اور پٹرول کا مسئلہ کھڑا ہے ۔ ہم میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسے جنگ میں لگایا جائے اور ان ملکوں کو اس کی سپلائی روک دی جائے جو اسرائیل کی موافقت کرتے ہیں ۔ دوسرے کہتے ہیں کہ اگر ہم انھیں سپلائی روک دیں تو تہذیب انسانی پر بریک لگ جائے گی اور ہم دنیا کی تباہی کا سبب بنیں گے ۔ یہ زمین میں فساد کرنا ہوا اور اللہ تعالٰے فساد کو پسند نہیں کرتا ۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اسے روک لیں تو دشمن ہم سے جنگ پر آمادہ ہو جائے گا ، اس دولت پر اس کا قبضہ ہو جائے گا اور ہم گھاٹے میں پڑیں گے ۔ یہ مسائل علماء کے غور و فکر کے حاجت مند ہیں خواہ ان کے اپنے ملکوں میں حکومت کے معاملات میں انھیں تصرف کا کوئی قابل ذکر حق نہ ہو لیکن یہ بات نصیحت کے دائرے سے متعلق ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الدین النصیحۃ ثلاثا ۔ قلنا لمن	دین نصیحت کا نام ہے آپ نے تین دفعہ فرمایا
قال للہ ولرسولہ ولکتابہ	ہم نے کہا کس کے لئے ؟ فرمایا اللہ کے لئے
ولائمۃ المسلمین وعامتھم	اس کے رسول کے لئے ، اس کی کتاب کے لئے
	اور مسلمانوں کے امام اور عام لوگوں کے لئے ۔

لہٰذا ان مشکلات کو دور کرنے کی جدوجہد کرنا بھی نصیحت ہے جن میں عوام الناس گرفتار ہیں ۔ ایک دو نہیں بلکہ پوری امت یہ مشکل ان ہزاروں اقتصادی مشکلات میں سے ہے جنھیں امت مسلمہ آج جھیل رہی ہے جن میں سے ہر مسئلہ فہم و بصیرت اور علم و اجتہاد کا ضرورت مند ہے ، یہ فکر و فہم لازم ہے کہ نصوص و اصول کے دائرے میں اور اس حق کے ماتحت ہو جسے اللہ تعالٰے نے نازل فرمایا ہے معاملات کے مسائل میں یہ اجتہاد دین کا تغیر پذیر مسئلہ ہے وہ فطرتاً ایسا تغیر پذیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے غیر متغیر اصولوں کے ماتحت ہے۔

راہ کی دشواریاں

علماء مجتہدین خلوص سے کام کریں۔ ایسا گروہ جو تقلید کا پٹہ اپنے گلے سے اُتار پھینکے۔ علماء کے پیچھے پیچھے چلے لیکن بصیرت کے ساتھ ان سے حجت کا مطالبہ کرے ان کی رایوں پر مناقشہ کرے۔ بے زبان چوپایوں کی مانند ان کے پیچھے نہ چلے۔ امت اپنی طویل نیند سے بیدار ہو، زمین میں فساد برپا کرنے والے بداطوار حاکموں کی طویل پیروی سے الگ ہو جنھوں نے سرکشی کے کوڑوں سے اسے ذلیل کیا اور شیطانی شریعت سے اس پر حکومت کی ان تمام باتوں کے خلاف ہماری راہ میں چند دشواریاں ہیں۔

(۱) شریعت اور قانون کے مابین امت اسلامیہ میں پیدا شدہ دوری خلافت عثمانی کے زوال سے اگرچہ اس کے آخری ایام میں بظاہر اسلامی قانون کی تھوڑی پاسداری تھی اسلامی ممالک ایسے وضعی قوانین کو اپنائے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم کے منافی ہیں۔ اس تبدیلی پر پچاس ہی سال گذرے ہوں گے کہ مسلمانوں میں ایک نئی نسل ایسی پیدا ہوئی جو اسلام دشمنی کی عادی یا کم از کم شریعت اسلامیہ سے بالکل ناواقف ہے ان پچاس سالوں میں شریعت اسلامیہ کے لئے تباہ کن آثار پیدا ہوئے، سیاسی، اجتماعی اور اعتقادی تبدیلیاں انتہائی سرعت پذیر ہیں اس دور میں دو عالمگیر جنگیں واقع ہوئیں جنھوں نے کتنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکوں اور تہذیبوں کو تباہ و برباد کر دیا ان کی جگہ دوسری حکومتیں بنیں، قانون بدلے۔ اخلاق و عقائد میں ہر پہلو سے مکمل تبدیلی واقع ہوئی۔

آج لوگ ان سیاسی، اقتصادی اور فکری تبدیلیوں کا ساتھ نہیں دے سکتے ان تبدیلیوں کے پیچھے ضروری ہے کہ قانون و اجتہاد بھی ہو اس طور پر کل جو چیز حرام تھی آج حلال ہو گئی اور جو حلال تھی حرام ہو گئی اور لوگوں پر اثر انداز ہونے کے وہ وسائل انتہائی ترقی یافتہ ہیں۔ ایسے محدود جمعہ کے خطبے خواہ انھیں ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے نشر کیا جاتا ہو، اس طرح کے مدرسے ان یونیورسٹیوں اور کالجوں کو کہاں پا سکتے ہیں جو نئے قوانین کی اشاعت کرتی ہیں، وہ تھوڑی سی قدیم کتابیں جنھیں لوگ لکھتے پڑھتے تھے ان کے مقابلے میں آج پریس کئی ملین ٹن صحیفے کتابیں اور پمفلٹ شائع کر کے قدیم عقائد اخلاق اور شریعتوں کو منہدم کرتا ہے۔ یہ سب کچھ حکومتوں کی گہری سیاستوں کے ہاتھوں ہوتا ہے جو حصولِ مادیت اور کش مکش بقا کے رجحان کے مطابق ہوتا ہے۔

یہ دنیا جس میں ہم زندگی گذار رہے ہیں جس کا چولا ہر طلوع شمس کے ساتھ بدل جاتا ہے۔ اس کے عقائد طریقے، قوانین، نظام اخلاق و سیاست میں اس طرح تبدیلی واقع ہوتی ہے جیسے لباس اور موٹروں کے رنگ میں ہر روز تغیر واقع ہوتا ہے۔ آج کی دنیا کی سب سے بڑی پہچان تغیر ہے اور یہ بہتری کے معیار پر نہیں ہے۔ یہاں تبدیلی برائے تبدیلی ہے یہاں ادنیٰ و افضل اچھے اور خراب میں امتیاز کا وقت ہی نہیں ہے۔

علماء اسلام آج خود کو اس گردش میں محصور پا رہے ہیں ان کے پاس لوگوں سے ربط کے وسائل کچھ نہیں ہیں۔ علاوہ چند محدود ذرائع ابلاغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مثلاً جمعہ کا خطبہ یا مسجد کا درس یا کوئی محدود اشاعت کا صحیفہ جسے بہت تھوڑے سے لوگ پڑھتے ہوں لیکن وہ عظیم وکثیر ذرائع ابلاغ جن پر باطل کی ملکیت ہے۔ لوگوں کو علمار اسلام سے دور رکھے ہوئے ہیں پھر ان علمار کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ باطل شبہات اور اہل باطل کی دسیسہ کاریوں کا رد کر سکیں جن کے سبب اجتہاد کی قوت کارکردگی بیکار ہو کر رہ گئی ہے اور اس میدان کے مرد کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں اور باطل پرستوں اور خرافاتی پروپیگنڈہ بازوں کے لئے میدان خالی ہے۔

اس طور پر سیاست اور دینی قوانین میں جدائی پیدا ہوئی جس نے علمار دین کو گوشہ گیری، ناقدری، دین وعلم اور زندگی سے کٹ کر اولاد کی پرورش اور روزی روٹی کے جھگڑے میں گرفتار کر دیا ہم کسی عالم کو نہیں دیکھتے کہ اس کے پاس کسی صحیفے کے پڑھنے کی فرصت ہو لوگوں کی خبروں اور ان کی تبدیلیوں ان کے عقائد اور طور طریقوں سے واقفیت کا ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہے اسی وجہ سے علمار شریعت کی پوزیشن یہ ہے کہ گویا وہ کسی اور زمانے میں زندگی گذار رہے ہیں اور ان کا کلام انسانوں سے نہیں بلکہ کسی اور مخلوق سے ہوتا ہے۔

اگر سیاست اور قانون شریعت ایک ساتھ چلتے تو علمار دین کی اور شان ہوتی لوگ ان سے مشورہ طلب کرتے اور راست کی سیاسی اقتصادی اور اجتماعی مشکلات میں ان کی رائے طلب کی جاتی۔ وہ لوگوں کے حالات سے باخبر ہوتے ان کی رہنمائی کا فرض انجام دیتے لیکن اس کے برخلاف سیاست نے انھیں بیکار کر دیا اور لوگوں کی نظروں میں اتنا حقیر وذلیل کر دیا کہ وہ اپنی نظروں میں گر گئے اور ان کا شغل بس کسی طرح زندگی گزار لینا ہے۔ لوگوں کے رجحان ان سے پھر گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد ٹھٹھر کر رہ گیا۔ یہ ہماری سب سے پہلی پیچیدگی ہے۔ اس کا حل صرف مخلص رہنما علماء شریعت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے، جو دعوت کے میدان میں ترین باطل سے پنجہ آزما ہوں، حق کے ذریعہ اسلامی سیاست سے برگشتہ گمراہ سیاست سے کشمکش کریں تاکہ حق کا کلمہ باطل کے کلمہ پر غالب ہو اپنی اس جدوجہد میں لوگ یقیناً اجتہاد پر مجبور ہوں گے تاکہ پیش آمدہ مشکلات میں اللہ کا حکم معلوم کر سکیں اس طرح شریعت اسلامیہ کا بازار گرم ہو سکتا ہے اور اس کے فہم و عمل اور تطبیق واستنباط کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔

(۲) جب سیاست اسلام سے جدا ہو گئی تو وہ ایک جابرانہ قانون بن کر رہ گئی جو ہر طرح سے لوگوں کو اس پر باقی رکھنے کی جدوجہد کرتی ہے ہر طرح لوگوں کی رضا طلب کرتی ہے اور دشمنوں سے انتہائی بے رحمی اور سخت گیری سے پیش آتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلم قوم میں ایک گروہ اسلام سے محبت رکھنے والا بھی رہا ہے خواہ وہ اس کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ پھر ہر حاکم نے علماء شریعت کے ایک گروہ کو خود سے قریب کرنا شروع کر دیا۔ انھیں حکومت میں بڑے بڑے منصب عطا کیے اور ہر داعی حق اور اسلامی ترقی کے بہی خواہ کے خلاف جنگ چھیڑنے پر تیار کر دیا۔ لیکن ان کو معتوب گرداننے کے لئے جب کوئی بات ان داعیان حق میں نہ مل سکی تو ان پر یہ عیب چسپاں کرنے لگے کہ یہ اجماع امت سے بغاوت اور ائمہ سے جنگ کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ لوگ دعوت اجتہاد کی بدعت کے مرتکب ہیں اس خیال سے کہ ائمہ اربعہ نے لوگوں کے لئے اجتہاد کا سارا مواد اکٹھا کر دیا ہے، کوئی حکم ایسا باقی نہیں رہ گیا ہے جسے انھوں نے مدون یا اس پر کلام نہ کیا ہو اور یہ اجتہاد کا داعی ائمہ پر بہتان طرازی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے نفرت کرنے والا ہے۔ اس طرح انھوں نے عوام الناس کو ان مخلص علماء اور داعیوں کے خلاف بھڑکایا۔ عوام کی نفرت کے لئے یہی کافی ہے کہ ان سے کہہ دیا جائے کہ فلاں شخص ائمہ اربعہ کو ناپسند کرتا ہے اور ان کی توہین کرتا ہے اس طرح لوگ اس کی بات پر توجہ دینا ترک کر دیتے ہیں اور اس سے ہر طرح کی کوتاہی منسوب کرتے ہیں۔ نتیجۃً لوگ اس سے بیگانہ ہو کر اہل سیاست کے دامن میں آگرتے ہیں اور یہ علماء سوء اپنا بدترین فریضہ انجام دے لیتے ہیں۔

سب سے تعجب خیز امر یہ ہے کہ یہ بہتان کی باتیں جب عوام کی زبان پر گردش کرنے لگتی ہیں تو اس دام میں بہت سے نیک لوگ بھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جو یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتی اس طرح گویا اس بہتان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اسے فلاں فلاں نیک لوگوں نے بھی کہا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ غفلت اور سستی کی بنا پر ہوتا ہے

غرض یہ ہے کہ بدطینت افراد کذب و بہتان سے کبھی باز نہ آئیں گے۔ امت کی اجتہادی، ایمانی اور علمی بازیابی کی راہ میں دشواریاں حائل کرتے رہیں گے اس کا مقابلہ صرف عمل کے دھنی مجتہد علماء ہی کر سکتے ہیں نیز ایسے ہوش مند عوام بھی جو علماء سے ہمیشہ دلیل شرعی کا مطالبہ کریں۔ ان کے پیچھے بصیرت کے ساتھ چلیں۔ اسی طرح اہل باطل کا دائرہ تنگ کیا جا سکتا ہے اور ان بدطینت افراد کی پردہ کشائی ہو سکتی ہے جو کتاب اللہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہیں لیکن اس کا کتاب اللہ سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے لوگوں کے سامنے حق اور باطل کو گڈمڈ کر دیتے ہیں اللہ نے جو فرمان نازل کیا اسے چھپاتے ہیں اور ظالم شخص کے حسب منشا فتویٰ دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ایسے احکام بیان کرتے ہیں جن میں قرآن و احادیث رسول کو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ ان جھوٹے دنیا پرست علماء کی پردہ کشائی ایک ہوش مندامت ہی کر سکتی ہے جو حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز رکھتی ہو۔ یہ قوتِ تمیز امت کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ کتاب و سنت کا راستہ پہچان نہ لیا جائے، نیز یہ کہ کیسے دلیل کا مطالبہ کیا جائے اور اسے کس طرح سمجھا جائے، کسی عالم کے صدق و کذب کو کس طرح معلوم کیا جائے مخلص اور سچے لوگ نیز جھوٹے ہوا پرستوں میں کس طرح تمیز کی جائے، اس طور پر امت منافقوں سے چھٹکارا پا کر مومنین کی جماعت سے مل سکتی ہے، علم و اتباع کا بازار گرم ہو سکتا ہے اور جہل و تقلید کا بازار ٹھنڈا پڑ سکتا ہے۔

طلب حق اور طلب دلیل کے لئے لوگوں کو ابھارنے کے ذرائع یہی ہیں کہ لوگ ہر خبر میں تحقیق و استدلال، اس کے مصادر اور ناشرین کی طرف رجوع کریں۔ اسی بیدار مغزی اور ہوش مندی سے ایک نئی نسل تیار ہو سکتی ہے جس کی نشو و نما قرآن و سنت پر ہو۔ جسے اس بات کی کھلی پہچان ہو کہ وہ دلیل اور حق سے کس طرح تعلق رکھے رجال اور تقلید سے کیسے گریز کرے، سچائی اور جھوٹے پروپیگنڈے دعوت تخریب اور تعمیر میں فرق کو کس طرح سمجھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اربعہ کون ہیں ؟

ان کے بارے میں ہمارا موقف کیا ہے ؟

اسلام میں ہزار ہا علماء مخلصین اور فقہاء عظام پیدا ہوئے۔ نسلاً بعد نسلٍ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا ہے جس میں لوگوں پر اللہ کی حجت قائم نہ کی گئی ہو۔ لیکن اس کے برخلاف لوگوں میں چاروں اماموں کی اصطلاح کی ایک خاص شہرت ہوئی۔ جن میں پہلے فقیہ پہلی صدی کے آخر میں پیدا ہوئے اور آخری فقیہ تیسری صدی کے نصف کے پہلے فوت ہوئے یعنی تمام کے تمام ایک ہی دور میں تقریباً ڈیڑھ صدی کے عرصے میں گذرے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ کی شہرت کی وجہ کیا ہے ؟ اور فقہ کا معاملہ انھیں میں کیوں محصور ہو کر رہ گیا ؟ ان ائمہ کے بارے میں امت کا کیا موقف ہے ؟

ان میں تاریخ ولادت کے اعتبار سے سب سے پہلے امام نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ کوفہ میں نشوو نما ہوئی اور فقہ درائے میں شہرت حاصل کی۔ عمر بن ہبیرہ عراقیوں کے امیر نے کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ انھیں منصب قضا سونپے لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر ابوجعفر منصور نے منصب قضا دینا چاہا، اس سے بھی انکار کر دیا، اس نے انھیں قید میں ڈال دیا اور اسی میں انتقال ہو گیا۔ اللہ رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو۔ ذریعۂ معاش ریشم کی تجارت تھی۔ ایک معلم اور رہنمائے حق کی حیثیت سے کوفہ اور بغداد میں زندگی بسر کی اللہ نے انھیں شاگردوں اور پیروکاروں کی ایک اچھی جماعت نصیب کی جنھوں نے ان سے علم سیکھ کر اسے مدون کیا جن میں ابویوسف، محمد بن حسن شیبانی زفر بن ہذیل بہت مشہور ہیں۔ امام ابوحنیفہ کو سب سے بڑی شہرت جو نصیب ہوئی اس کا سبب رائے اور قیاس کو کام میں لے کر اس پر حجت قائم کرنا ہے۔ چنانچہ دوسرے امام حضرت مالک بن انسؒ فرماتے ہیں:۔

میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے کہ اگر تم اس سے اس کھمبے کے بارے میں کلام کرو کہ اسے سونا ثابت کرے تو اس پر بہت سی دلیلیں قائم کر دے گا"۔ یہ ان کی دلیلوں کی زبردست قوت کا مبالغہ ہے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا:

"لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے ضرورت مند ہیں"۔

درس میں ان کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ جمع ہوتے، ان پر مسئلہ پیش کیا جاتا پھر اس کی تحقیق کے لیے لوگ جاتے پھر اکٹھا ہوتے اور اپنی اپنی رائے اور دلیل کا اظہار کرتے۔ امام موصوف ان کی رائے پر نقد و جرح یا تعدیل فرماتے یا باطل قرار دیتے، پھر اپنی رائے کا اظہار کرتے، پھر تلامذہ اسے لکھتے۔ اکثر اپنی رائے کو نقل کرنے سے منع کرتے چنانچہ اپنے خاص شاگرد ابویوسف سے فرمایا:۔

ویحك یا ابا یعقوب لا تکتب عنی اے ابویعقوب اللہ تم پر رحم کرے جو کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل ما اقول فانما البشر نقول القول الیوم و نرجع عنه غداً و نقول القول غداً و نرجع عنه بعد غد (الانتقاء ابن عبدالبر)

میں کہتا ہوں سب ست لکھو، دیکھو ہم انسان ہیں آج ایک بات کہتے ہیں کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں، کل ایک بات کہیں گے پرسوں اس سے رجوع کریں گے۔

امام ابوحنیفہؒ نے مسائل میں رائے و قیاس کو زیادہ اختیار کیا یہ بات صحیح نصوص کی قلت کی بنا پر تھی جو انھیں میسر آسکی تھیں اسی بنا پر ان کا فقہی مدرسۂ رائے کے نام سے مشہور ہوا۔ مدرسۂ نص کی طرف سے جس کی ابتداء مالک بن انس کے ذریعہ ہوئی۔ اس مدرسے کو تنقید اور سخت حملے کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر مدرسۂ نص کی شہرتِ عظیم امام شافعی کے ہاتھوں ہوئی اور امام احمد بن حنبل کے ہاتھوں اپنی بلندی اور عظمت کو پہونچ گیا۔

امام مالک بن انس نے موطا جمع کی، علماء نے قرآن پاک کے بعد اسے سب سے صحیح کتاب تسلیم کیا، پھر امام شافعی نے موطا کے درس کے علاوہ امام مالک سے دوسری صحیح احادیث کے نصوص حاصل کئے اس کے بعد امام احمد بن حنبل نے اپنی مبسوط اور عظیم کتاب مسند کے نام سے مدون کی جس میں انتیس ہزار حدیثیں ہیں جو آج تک خدمت سنت کے لئے ایک وسیع ماخذ ہے اس مسند نے بہت سی فقہی رایوں کے خلاف جنھیں مدرسۂ رائے نے اپنے اجتہاد سے قائم کیا تھا اور اس میں صحیح حدیث کے خلاف روش اپنائی تھی زبردست اثر قائم کیا۔

ائمۂ اربعہ کے دوسرے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ یعنی امام ابوحنیفہ کے انتیس سال بعد۔ امام مالک نے مدینہ منورہ میں بحیثیت شائق علم اور محبت سنت کے نشو و نما پائی۔ نبی اکرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بے انتہا تعظیم کرنے والے تھے۔ ابھی بیس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ اہل علم نے یہ واضح رائے دی کہ وہ فتویٰ اور اجتہاد کے اہل ہیں۔ امام مالکؒ نے منصور عباسی کے ایماء پر مؤطا جمع کی جس نے اسے حکومت کا قانون بنا کر لوگوں کو اس پر اکٹھا کرنا چاہا تھا۔ امام مالک نے اس سے انکار کیا۔ اسے بتایا کہ علم تمام شہروں میں پھیل چکا ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں وہی جمع کیا ہے جو ان کے نزدیک صحیح ہے یا ان تک پہونچا ہے۔ اس لئے لوگوں کو اس پر اکٹھا کرنے سے انکار کر دیا۔ نیز حکومت کی ذمہ داریاں بھی اختیار کرنے سے گریز کیا۔ اس بات کو منصور عباسی کے چچا جعفر کے پاس نمک مرچ لگا کر پیش کیا گیا۔ اس نے امام موصوف کو کوڑے لگوائے جس سے ان کا کندھا ٹوٹ گیا۔ امام موصوف اپنے درس میں بیان کا طریقہ اختیار کرتے تھے اور اس اثناء میں خلل اندازی ناپسند فرماتے تھے۔ یہ امام ابوحنیفہ کے طریقہ کے بالکل مخالف تھا۔ انھوں نے فقہ اپنے شیخ ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے پڑھی جو رائے پسندی کی بنا پر ربیعۃ الرائے سے مشہور تھے۔ امام مالک نے رائے کو ناپسند کیا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے پسند ہے کہ رائے سے دیئے گئے اپنے فتووں پر دنیا میں کوڑے مارا جاؤں لیکن قیامت میں محفوظ رہوں۔ امام مالک کا شہرہ ہر طرف پھیل گیا۔ طلب علم اور استفتاء کے لئے بلاد مغرب اور اندلس کے وفود آئے اور ان کی فقہ کی تدوین ان کے لائق شاگردوں نے کی۔ آپ کی کتاب موطا نصوص کی طرف رجوع اور سنت پر توجہ مرکوز رکھنے کے لئے زبردست اثر رکھتی ہے۔ لیکن موصوف نے اہل مدینہ کے عمل کی تقدیس کی اور اس کے مقابلے میں صحیح خبر واحد کو رد کر دیا۔ جس کی مخالفت بہت سے اہل سنت و حدیث نے کی انھوں نے فرمایا کہ اہل مدینہ کو علم کے بارے میں غیروں پر کوئی فضیلت نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ جائز نہیں ہو سکتا ہے کہ ان کا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کو رد کر دے۔

امام مالکؒ کی عظیم حسنات وبرکات میں سے آپ کے شاگرد امام شافعیؒ ہیں۔ اس لائق شاگرد نے موطا حفظ کی اسے مالکؒ سے پڑھا اور لوگوں کو فتویٰ دیا حالانکہ ان کی عمر صرف پندرہ سال تھی جس کی شہادت مسلم بن خالد نے دی ہے فرمایا:۔

انت یا ابا عبد اللہ واللہ آن اے ابو عبداللہ فتوی دیا کیجے بخدا آپ
للث ان تفتی کے فتوی دینے کا وقت آگیا۔

امام شافعیؒ نے مدینہ اور مکہ کے درمیان اپنے علم قرآن، کمال فقہ اور مہارت سنت سے لوگوں پر فوقیت حاصل کی آپ کے نطق میں ایسی حلاوت اور سلاستی تھی کہ کبھی کسی طرح کی غلطی نہیں پکڑی جا سکی۔

ایک دفعہ امام احمد مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ کے درس میں بیٹھ گئے آپ کے پاس محفوظ بن ابی توبہ بغدادی آئے اور کہا اے ابو عبداللہ سفیان بن ابی عیینہ مسجد کے گوشے میں حدیث بیان کر رہے ہیں امام احمد ان سے کہتے ہیں یہ فوت ہو جائے گا لیکن وہ فوت نہیں ہوگا۔

امام شافعیؒ نے عالم اسلام کے بہت سے بلاد وامصار کا سفر کیا آپ عراق بھی تشریف لے گئے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن شیبانی اور زفر سے مناظرہ کیا مذکور ہے کہ ان دونوں حضرات نے حضرت امام ابو حنیفہ کے تہائی مذہب سے رجوع کر کے امام شافعی کا مسلک اختیار کر لیا۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ائمہ اور ان کے تلامذہ حق کے طالب تھے نہ کہ تقلید کے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل اپنے معاصر اور استاذ امام شافعی سے بہت محبت رکھتے تھے بعض فقہی رایوں میں اختلاف کے ساتھ ساتھ تارکِ نماز کے حکم کے سلسلے میں نیز ہبہ کردہ چیز کے لوٹانے والے کے حکم میں ان میں بڑا اختلاف تھا انھوں نے بہت سے مسائل میں مناظرہ بھی کیا۔ امام شافعیؒ نے امام احمدؒ کی صحبت سے صحیح احادیث کے سلسلے میں بہت استفادہ کیا، امام شافعیؒ ان سے کہا کرتے تھے۔

انت اعلم بالحدیث منی فما آپ مجھ سے زیادہ علم حدیث جاننے والے ہیں
صح عندك فاخبرنا به لنعمل لہذا جو صحیح حدیث آپ کو معلوم ہو وہ ہمیں
بمقتضاہ (مناقب الشافعی بیہقی) بتا دیجئے تاکہ ہم اس کے مقتضی پر عمل پیرا ہوں۔

امام شافعیؒ نے مصر کا سفر کیا۔ یہاں اقامت اختیار کی جو مصریوں کے لئے بہت خیر و برکت کا باعث تھی انھوں نے آپ سے استفادہ کیا آپ کی وفات ۲۰۴ھ یعنی تیسری صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی امام احمدؒ کو جب ان کے انتقال کی خبر ملی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور زار زار رونے لگے، ان کے صاحبزادے عبداللہ نے جب ان کا قلق اور گریہ وزاری دیکھا تو پوچھا کہ والد محترم! شافعی کون آدمی تھے؟ فرمایا، بیٹے!

کان الشافعی کالشمس للدنیا شافعی دنیا کیلئے سورج کے مانند تھے۔
والعافیة للبدن فانظر اور بدن کے لئے عافیت تھے۔ دیکھو!
هل لهذین من خلف او ان دونوں باتوں کے لئے ان کا کوئی جانشیں یا
عنهما من عوض، (الوفیات ۲/۳۰۵) ان دونوں میں ان کا کوئی بدلہ ہے۔

یہ اخلاص و وفا کی انتہا ہے۔ امام احمد اپنے دوست بھائی اور استاذ امام شافعی کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما عافت ناسخ الحدیث و منسوخہ الا عند مجالست الشافعی :۔ حدیث کے ناسخ و منسوخ کو میں نے اسوقت پہچانا جب شافعی کی صحبت اختیار کی ۔

فرماتے ہیں تیس سال سے بلا ناغہ میں شافعی کے لئے دعا استغفار کرتا ہوں یہ امام شافعی کے لئے امام احمد بن حنبل کی شہادتیں ہیں جو بہت حد تک کافی ہیں ۔

زمانے کے لحاظ سے چوتھے امام احمد بن حنبل شیبانی ہیں جو ربیع الاول سنہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ربیع الاول بروز جمعہ ۲۴۱ھ میں وفات پائی وہ ماں باپ دونوں طرف سے عربی النسل ہیں ۔ بچپن ہی سے امام موصوف کو علم حدیث کا شوق تھا بغداد میں انھوں نے اپنے شیوخ سے حدیثیں سنیں پھر حجاز اور یمن کا سفر کیا ۔ کئی دفعہ پیدل چل کر حج کیا انھوں نے اپنی سنی ہوئی حدیثوں کو جمع کرنا شروع کیا جو بہت کثیر تعداد میں اکٹھا ہو گئیں ۔ تقویٰ و طہارت ، پاکیزگی و قناعت اور صفائی ستھرائی میں ضرب المثل تھے ۔ آپ نے فتویٰ میں ہمیشہ حدیث کو اختیار کیا ، رائے کو شاذ و نادر ہی استعمال کیا ہے بلکہ مطلقاً رائے کو ناپسند کرتے تھے ۔ آپ فرماتے تھے :۔

الحدیث الضعیف عندی خیر من الرای (الایقاظ) ضعیف حدیث میرے نزدیک رائے سے بہتر ہے ۔

امام احمد کے شاگرد خلال نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ امام احمدؒ نے رائے کی کتابیں لکھ کر انھیں حفظ کیا ، پھر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا اس کے باوجود وہ امام شافعی کو بہت پسند کرتے تھے ، نیز ان سے بڑی محبت رکھتے تھے ۔ اس کی وجہ رائے میں شہرت نہیں بلکہ نصوص کی قوت فہم اور ان سے استنباط کی طاقت تھی ۔

حدیث کے اس وسیع علم نے امام احمد کو صرف اسلام کے عملی احکام سے آگاہ نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بلکہ اسلامی عقائد اور ایمان کے مسائل سے واقفیت میں بھی کمال حاصل ہو گیا اسی سبب سے اپنے دور کے ہر انحراف کا انھوں نے تعاقب اور رد کیا، خواہ وہ عقیدے میں ہو یا طریقت میں انھوں نے اپنے دور کے بڑے بڑے صوفیاء کا رد کیا جنھوں نے قلبی واردات اور حادثات پر گفتگو شروع کر دی تھی، آپ نے زندیقوں کی تردید کی صفات کا انکار کرنے والے جہمیہ کی سخت تردید کی۔ معتزلہ فرقہ کے سامنے ایک مضبوط چٹان کی طرح اڑ گئے۔ جنھوں نے خلق قرآن کا دعویٰ کیا اور خلیفہ مامون کو اکسانے کے بعد لوگوں کو زبردستی اس کا ہم خیال بنانا چاہا۔

فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں امام احمد نے اپنے تھوڑے سے احباب پر صبر کیا قید، سزا مار کی تکالیف جھیلیں، رئیس المعتزلہ ابن ابی داود سے واثق باللہ کے سامنے مناظرہ کیا۔ اللہ نے امام احمدؒ کے ذریعہ حق کو غالب اور معتزلہ کے جھوٹ کو مٹا دیا۔ ان کی اس شکست کے بعد انھیں دوبارہ سنبھلنے کا موقع نہ ملا۔

خلاصہ یہ کہ امام احمدؒ تمام اہل سنت والجماعت کے بلا اختلاف امام ٹھہرے اور بعد میں آنے والے تمام لوگوں کے لیے آپ نے استاذ کا مقام حاصل کیا۔ بعد کے ارکان علم حدیث آپ کی خیر و برکت ہیں۔ مثلاً بخاری مسلم، ابوداؤد وغیرہ۔ یہ سب ان کے تلامذہ ہیں اسی سبب سے امام احمد تنہا ایک جماعت اور اہل حدیث کے استاذ اور اہل سنت کے معلم ہیں۔

ان کی وفات کا دن ایک عظیم اجتماع کا دن تھا، پورا بغداد مردوں، عورتوں غیر مسلموں، یہود و نصاریٰ سمیت آخری الوداع کے لیے جمع ہوا اور اس دن بیس ہزار سے زیادہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس موقع پر رویا نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ائمہ اربعہؒ کے حالات کا ایک سرسری خاکہ ہے جس سے آپ واضح طور پر سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ آپس میں دینی بھائی تھے۔ قول وعمل میں حق کو اپنانے والے تھے ایک دوسرے سے علم حاصل کرنے اور حق تک پہونچنے کے لئے بحث کرنے والے تھے۔ ان میں سے کسی نے اپنی رائے کے لیے ضد نہیں کی کسی نے لوگوں کو اپنی اتباع کی دعوت نہیں دی بلکہ سب نے اپنی تقلید سے اپنے شاگردوں کو منع کیا اور حق اور دلیل کی اتباع کا حکم دیا جس طرح امام احمدؒ نے اپنے شاگرد سے کہا:۔

لاتقلدنی ولاتقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذ من حیث اخذوا یعنی الکتب والسنۃ (الایقاظ ۱۱۲)

نہ میری تقلید کرو اور نہ مالک، اوزاعی اور ثوری کی اور حکم وہیں سے حاصل کرو جہاں سے انھوں نے حاصل کیا یعنی کتاب سنت سے۔

اس بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کے بہت سے اقوال ہیں۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ ائمہ اربعہ سب کے سب حقیقی معنی میں اہل حدیث تھے۔ یعنی دلیل حاصل کرنے والے اور حق کی تلاش کرنے والے اور تقلید سے دور رہنے والے تھے، نہ کہ اپنی تقلید یا بغیر سمجھے بوجھے اور بغیر علم کے ان سے کوئی مسئلہ اخذ کرنے کی دعوت دینے والے تھے بلکہ امام ابوحنیفہ نے بغیر ان کی دلیل سمجھے ہوئے ان کے کسی قول پر فتویٰ دینے کو حرام قرار دیا ہے۔

حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بقولی۔

جو شخص میری دلیل نہ جانتا ہو اسے میرے قول پر فتوی دینا حرام ہے۔

ائمہ اربعہ نے علم وفقہ، استنباط واجتہاد اور حدیث کا ایک زبردست ذخیرہ ہمارے لئے چھوڑا اور دین کو سمجھنے میں عجلت پسندی سے باز رکھنے میں زبردست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ لیا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے ان معاصرین کی بہ نسبت ان کی شہرت کا سبب کیا ہے جو علم و فقہ میں ائمہ اربعہ کے ہم پلہ تھے مثلاً اوزاعی، لیث بن سعد، ابوثور وغیرہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ اربعہ کو ایسے مخلص شاگرد کثیر تعداد میں عطا کئے جنھوں نے ان کے علوم کو حفظ و مدون کر کے اسے پھیلایا اور ان حضرات سے لوگوں نے ان کے فتاویٰ اور علوم کا صرف درس حاصل کیا۔

اس شہرت کے بعد عالم اسلام پر ایسے مشکل حالات آئے جن کے سبب دولت عباسیہ کمزور پڑ گئی۔ خلافت کے دور میں اختلاف و افتراق کی تحریک چلی قومیت پرستی مختلف مکاتب فکر و اغراض کا قیام اور باطل فتووں جن سے سلاطین اور امراء خوش ہوں کی گرم بازاری ہوئی ان تمام باتوں کے پیش نظر کچھ لوگ اس کام کے لئے تیار ہو گئے کہ رایوں اور باطل اجتہادات کے طوفان کو روکا جائے اور اس کے لئے یہ آواز بلند کی کہ ائمہ اربعہ کے بعد کسی فقہ کی ضرورت نہیں ہے اور کسی آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کی رائے کے خلاف فتویٰ دے اور کوئی نئی رائے ایجاد کرے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ لوگ فتوی دینے سے رک جائیں گے۔ لیکن اجتہاد کا دروازہ بند کرنے اور فقہ کو ائمہ اربعہ میں محصور کرنے کے اس فتوی نے بجائے خود بہت سی مضرتیں پیدا کیں جن کو درج ذیل طریقے پہ بیان کر سکتے ہیں۔

(۱) تقلید کو لازم کرنا اور دلیل کی جستجو ترک کر دینا: اس کی بنا پر فقہ و فہم بیکار ہو گئے اور طالبین علم کی کوششیں ائمہ کے اقوال تک محدود ہو کے رہ گئیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی گئی کہ دلیلوں پر نظر کی جائے اور دوسرے ائمہ کی دلیلوں سے تقابل کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) فقہی مذاہب کے تلامذہ کے مابین گروہ بندی اور مقابلہ جس نے انھیں تفرقہ اور لڑائی کی منزل تک پہونچا دیا اور اس کے لئے تاریخ شاہد عدل ہے، نوبت بایں جارسید، کہ بعض نے بعض کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی اور اس کے نتیجے میں ہر مذہب کے مقلدین نے دوسرے مذہب کے مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی۔

(۳) ایک مسئلے میں مختلف اور متناقض رائیں حق ہیں اور یہ امر محال ہے اس لئے کہ ایک چیز یا تو سفید ہوگی یا سیاہ، حلال ہوگی یا حرام یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک چیز ایک وقت میں ایک شخص کے لئے حلال بھی ہو اور حرام بھی یا ایک چیز باطل بھی ہو اور صحیح بھی۔ ان باتوں نے ائمہ کے تمام اجتہادات اور اقوال کو صحیح ثابت کردیا اور لوگوں نے ان کے صحیح ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

(۴) ایسے بہت سے صحیح اقوال اور صحیح نصوص سے امت کی محرومی جو ائمہ اربعہ کے مخالف ہیں جیسے طلاق ثلاثہ کا مسئلہ کہ ایک واقع ہوگی یا تین جب کہ ائمہ اربعہ بالاتفاق تین طلاقیں واقع ہو جانے کے قائل ہیں۔ اسی طرح کسی نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق ثلاثا تجھ کو تین طلاق ہو تو وہ اس کے لئے حلال نہیں رہ گئی، جب تک کہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے باوجودیکہ صحیح حدیث اس کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی خلافت اور حضرت عمرؓ کے شروع دورِ خلافت میں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ اس مسئلہ کے مطابق علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا جس کے سبب سے انھیں کافر و مرتد کہا گیا اس کی وجہ محض یہ تھی کہ لوگوں کا خیال ہے کہ دین وہی ہے جو ائمہ اربعہ نے کہدیا ہے اس کے علاوہ دین کی کوئی دوسری شکل نہیں ہے۔

(۵) جدید مسائل اور ان کے احکام کے سلسلے میں بحث و استنباط سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کی محرومی جس کے سبب سے فکر و فہم، استنباط اور کتاب و سنت کے علم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ عوام کی زندگی سے شریعت خارج ہو گئی اور اس سے اصولِ زندگی اخذ کرنے کی ضرورت ختم سمجھ لی گئی۔

(۶) تقلید کو دین بنا لینے کی وجہ سے اجتہاد، وحدت فقہ، ائمہ کی اخوت، تمام ائمہ کے علم سے کسب حق کرنا۔ اور ان کے اقوال میں ترجیح کی شکل اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور ایسا کہنے والے کو اجماع امت کا مخالف، جماعت کا باغی۔ دشنام طراز ائمہ اور ان کی توہین کرنے والا بتایا گیا

(۷) عوام کا خیال راسخ ہو گیا کہ ہر مسلمان کے لئے جائز ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی رائے اختیار کرے خواہ نص اس کے خلاف کیوں نہ ہو۔ اس سبب سے بہت سی مخالفتیں رونما ہوئیں۔

(۸) دینی غیرت کی کمزوری کی نشوونما مثلاً کسی مکلف کو کسی آیت سے نصیحت کی جائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ یا کسی حدیث کا ذکر کیا جائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے تو اس کی اور شان ہے۔ اس کے برعکس اگر اس سے کہا جائے کہ یہ فلاں امام کا قول ہے اور یہ فلاں امام کی رائے ہے تو اس سے دینی غیرت سرد پڑ جائے گی اور اس کا نتیجہ واضح ہے کہ ایسی صورت میں لوگ دینی امور میں حیلے بازی سے کام لینے لگتے ہیں۔

(۹) سہل پسندی کی نشوونما یعنی مختلف فقہی مذاہب میں جو رخصتیں اور آسانیاں پیدا کی گئی ہیں آدمی ہر معاملے میں ان کی تلاش کرتا ہے جس کے سبب سے سہل انگاری نیز بہت سے اختلافات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ آدمی اپنی خواہش کے مطابق ہر مذہب سے اقوال کی تلاش کرتا ہے اور اگر کتاب و سنت سے حکم اخذ کرنے کا جذبہ ہوتا تو یہ بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتی

(۱۰) ائمہ کو حد سے زیادہ عظمت دینا جس نے انھیں معصوم ہونے اور کسی خطا کے صادر نہ ہونے کا منصب بخشا اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے علماء یہ کہنے کی جرأت نہیں کرتے کہ فلاں امام نے اس مسئلہ میں خطا کی ہے باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ نص اس فتوے کے خلاف ہے۔ یہ تعظیم اس خیال سے کہ امام کی مخالفت نہ ہو جائے کبھی محکم قطعی الدلالت آیت اور صحیح واضح المعنیٰ حدیث کی تردید تک نوبت پہونچا دیتی ہے۔ یہ بات اگر شرک نہ ہو تو شرک کا ایک ذریعہ اور اللہ کے حکم پر دوسرے کے حکم کو مقدم کرنا ہے۔

یہ چند نقصانات ہیں جن کو سرسری طور پر ہم نے بیان کیا جو اس قول کی پیداوار ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا اور ائمہ اربعہ پر فقہ و استنباط مکمل ہو گئے۔ ان کے سوا دوسرے بھی نقصانات ہیں لیکن یہاں ان کے بیان کی گنجائش نہیں ہے اسی بنا پر اہلحدیث کا اس مسئلے میں ایک واضح موقف ہے جسے انشاء اللہ اگلی فصل میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

---

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث اور ائمہ اربعہ

ائمہ کرام کی تاریخ ان کے اصول اور طریقۂ استنباط کے اس سرسری جائزے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہم ائمہ سے محبت ان کی قدر اور ان کی اتباع کرتے ہیں جو لوگ اس معاملے میں بے سر پیر کی باتیں کرتے ہیں وہ قطعاً غلطی پر ہیں۔ ائمہ کرام تو ہمارے رہنما اور اصحاب خیر و فضل سلف صالح میں سے ہیں وہ اہلحدیثیت کے حقیقی داعی ہیں اہل حدیث کے اصول، نص کی اتباع اور ترک تقلید کے مسائل انھیں سے لئے گئے ہیں اور اہلحدیث ہر دور میں ائمہ کی اتباع، ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے اقوال کے سمجھنے میں پیش پیش رہے ہیں اس پہلو سے وہ سب سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔

لیکن جو مقلدین حضرات خیال کرتے ہیں کہ وہ ان کے مذہب پر چل رہے ہیں وہ دراصل ان سے سب سے زیادہ دور ہیں کیونکہ انھوں نے "ان کے تقلید سے منع کرنے" اور بغیر دلیل سمجھے ہوئے ان کی رایوں پر فتویٰ دینے کی ممانعت" میں ائمہ کی مخالفت کی ہے لہٰذا یہ مقلد حضرات جو ائمہ کی اتباع کے دعوے دار ہیں ان کی عداوت میں پیش پیش اور تعلیم و عمل میں ان کے اصولوں کو ترک کرنے میں سب سے بڑھ کر ہیں لیکن تعصب، ضعف عقل اور ذہنی بے غرضی کے سبب وہ ائمہ کی شخصیت اور انکے اقوال پر اس وہم کے ساتھ جم گئے کہ وہ انھیں کے طریقے اور مذہب پر چل رہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ ہر امام نے کہا ہے۔

اذا خالف کلامی کلام رسول اللہ فخذوا بکلام رسول اللہ واضربوا بکلامی عرض الحائط

جب میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف ہو تو آپ کا قول لازم پکڑ لو اور میرے قول کو دیوار پر مار دو۔

(الایقاظ ۱۰۴)

ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ اللہ کا فضل اور شریعت کا علم ہم میں محصور ہے اور ہمارے بعد یا ہمارا کوئی ہم عصر شریعت کو اتنا نہیں سمجھ سکتا جتنا کہ ہم سمجھتے ہیں اسی لئے تمام امت پر ہماری تقلید واجب ہے، ہمارے اقوال کی اتباع ضروری ہے، ہمارے اقوال سے باہر سوچنا کسی حال میں جائز نہیں ایسا کسی امام نے کبھی نہیں کہا اور نہ فتویٰ دیا بلکہ سب کے سب تقلید اور جمود کے مخالف اور اتباع دلیل کے داعی تھے۔

یہ سطور اجتہاد و تقلید کے مسئلے میں اہل حدیث اور دوسرے لوگوں کے موقف کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اہل حدیث کی دعوت بعینہ اسلام کی دعوت ہے یہ نام ایک اصطلاحی چیز ہے۔ تقلید کی دعوت ایک غیر اسلامی دعوت ہے، کیونکہ کتاب و سنت کے نص، قول صحابہ، قول امام اور کسی معتبر عالم کے قول یا عقل سلیم سے اس کا ثبوت نہیں بہم پہونچتا۔ جب ائمہ اربعہ خود تقلید کے مخالف تھے تو اس کے بعد اور کیا باقی رہ گیا ہے۔؟ اور ائمہ اربعہ جب بعد کے تمام اہل حدیثوں کے رہنما ہیں تو مزید کس بات کی ضرورت ہے۔؟ گزشتہ بیان میں تقلید کے نقصانات سمجھ لینے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اتباع، اجتہاد اور طلب دلیل کے منافع اور برکات کو بھی جان لیا جائے جو اہلحدیث کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) وحدت امت کی حفاظت: بعض کو چھوڑ کر کسی ایک عالم کی پیروی سے بیزاری کی بنیاد پر نہ یہاں چار مذاہب ہوں گے نہ پانچ بلکہ صرف ایک مذہب ایک راستہ یعنی کتاب و سنت کا راستہ ہوگا ائمہ کرام اور دیگر علماء مخلصین اس واحد راستے کے چراغ ہیں۔ اسی ایک راستے کے داعی ہیں۔ ان کے اقوال ان کی رائیں اس وقت تک مقبول ہوں گی جب تک خطاؤں سے پاک نصوص کے موافق ہوں گی یعنی قرآن اور سنت صحیحہ کی نصوص۔

(۲) امت کو کتاب و سنت سے مربوط کرنا: اس سے دینی غیرت پروان چڑھے گی کیونکہ اللہ کی آیات اور احادیث رسول ﷺ کے ذکر کرنے والے اور دوسرے کے اقوال سے وعظ کہنے والے کے درمیان بہت فرق ہے۔

(۳) صحیح طریقے پر سچے مسلمان تیار کرنا: اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے طلب حق کا عادی بنایا جائے جس سے وہ دلیل کی خواہش کرے۔ اس سے اسکی عقل و دل میں جان پیدا ہوگی، ہر معاملے میں حق کا متلاشی ہوگا، دوسروں کی تقلید سے گریز کرے گا، اس کی نظر میں حق کی عظمت اجاگر ہوگی، وہ سمجھ لیگا کہ اقوال میں فرق کس طرح کیا جائے

(۴) دین سمجھنے میں جب اصل الاصول نص کتاب و سنت دلیل ٹھہرے گی تو کتاب و سنت کا بازار گرم ہوگا اور دینی اصولوں سے لوگوں کا حقیقی ربط پیدا ہوگا۔ اس کے برخلاف جب لوگوں کا تعلق علماء کے اقوال اور رایوں سے ہوگا تو کتاب و سنت سے استفادہ کمزور پڑ جائے گا اور قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا صرف برکت کے لیے رہ جائے گا، اس سے علم، تدبر اور تفقہ وغیرہ حاصل نہیں کیا جاسکے گا اور ہم کلام اللہ کے مخالف بن جائیں گے جس نے فرمایا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ
یہ کتاب ہے ہم نے اسے تمہاری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیات میں غور خوض کریں اور صاحب دانش لوگ اس سے سبق حاصل کریں

وہ شخص جس نے کتاب و سنت اور دلائل سے علم حاصل کیا ہو اور وہ شخص جس نے اقوال علماء اور ان کی رایوں سے معلومات اخذ کی ہوں یکساں نہیں ہو سکتے کیونکہ علماء کی طرف رایوں کی نسبت کبھی صحیح اور کبھی غلط بھی ہوتی ہے۔

(۵) کتاب و سنت کا دروازہ کھولنے اور دلیل حاصل کرنے اور تعصب و تقلید ترک کر دینے کی برکتیں یہی ہیں۔ کیا اب بھی داعی حق قابل ملامت ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اسی کی دعوت دینے کے لئے تشریف نہیں لائے تھے کیا معصوم کی پیروی کرنے والے اور غیر معصوم کی پیروی کرنے والے آپس میں برابر ہو سکتے ہیں؟

یہ ہے ہماری دعوت اور ہمارا عقیدہ جو نہ تو نیا ہے اور نہ بدعت۔
یہ بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت یعنی دعوتِ اسلام ہے۔
یہی وہ اصول اور طریقہ ہے جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چلے۔
اللہ تعالےٰ نے جن کے خیر و فضل کی گواہی دی۔ یہی دعوت ائمہ اربعہ اور اس امت کے صلحاء کی ہے جن سے امت نے محبت کی اور حق پسندی اور کتاب و سنت کے داعی ہونے کے سبب سے ان کی امامت کی گواہی دی
یہی ہماری دعوت ہے۔ یہی ہمارا منہج ہے
اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی پر زندہ رکھے۔ اسی پر مارا ور تادم حیات اس پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

ختم شد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتمہ

از

شیخ الحدیث مولانا قدرت اللہ فوق حفظہ اللہ

اہل حدیث کا تعارف

مسلک اہل حدیث

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ ورسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا ○

" اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو ' اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب حکم لوگوں کی بھی ' پس اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی طرف لوٹاؤ ' بشرطیکہ تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو ' یہی بہتر اور اچھا طریقہ ہے ۔

مسلک اہل حدیث مسلک اہل ایمان

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے ' کہ قابل اطاعت حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اور جناب رسالت ماب ﷺ کی شخصیت ہیں ' اور صاحب حکم لوگوں کی صرف وہی بات قابل قبول ہے جو مذکورہ دونوں ہستیوں کے موافق ہے ' یہی وجہ ہے کہ اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے "اطیعوا" کا لفظ بار بار لایا گیا ہے اور "اولوالامر" کے لئے الگ ذکر نہیں کیا گیا۔ اور اسی مسئلہ کو اس کے بعد واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ تنازع اور باہمی اختلاف کے وقت صرف اللہ تعالیٰ اور جناب سرور کائنات ﷺ کی عدالتیں ہی فیصلہ کی مجاز ہیں۔ اور پھر اس کے لئے یہ شرط عائد کر دی گئی ہے کہ جو اللہ جل شانہ اور قیامت پر پختہ یقین رکھتے ہیں، وہ صرف یہی طرز زندگی اختیار کریں گے، جو نہایت بہتر اور نفع بخش ہے۔

قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اسی طرز عمل کی تاکید کی گئی ہے:

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ۝

(آل عمران: ۳۲)

آپ ﷺ ارشاد فرمادیں کہ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو، پس اگر تم اس طریقے سے ہٹ جاؤ گے (تو کافر ہو جاؤ گے) پس اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون ۝ (آل عمران: ۱۳۲)

اور اللہ اور اس کے خصوصی رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

واطیعوا اللہ و رسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون ۝ (الانفال: ۲۰)

اور اللہ اور اس کے رسول خاص کی اطاعت کرو اور اس (طریقے) سے نہ ہٹو جبکہ تم غور سے سنتے ہو۔

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا فتذھب ریحکم (الانفال: ۴۶)

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے خصوصی رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اس (طریقے) سے اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے۔

بلکہ متعدد مقامات پر جناب رسالت مآب ﷺ کی خصوصی اطاعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ کے حکم کا منشاء صرف آپ ﷺ ہی متعین فرما سکتے ہیں۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما○ (النساء ۶۵)

مجھے تیرے رب ہونے کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے تمام اختلافی امور میں صرف آپ ﷺ کو منصف اعلیٰ نہ تسلیم کریں، اور پھر آپ کے فیصلہ سے ان کے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ ہو اور کما حقہ تسلیم نہ کریں۔

واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (محمد ۳۳)

اور ہمارے خصوصی رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو (کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت نہ کرنے سے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

متعدد احادیث میں بھی تاکید کے ساتھ یہی حکم دیا گیا ہے، کہ اللہ کے حکم (قرآن) اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان (حدیث) کی اطاعت طریق نجات ہے، اور معصیت گمراہی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی (موطا امام مالک)

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تم جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور دوسری میرا طریقہ (حدیث) الحاصل اس کا نام مسلک اہل حدیث ہے۔

اول آمد کتاب اللہ معظم داشتن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن
ما اہل حدیثم دغا را نشناسیم
با قول نبی چون و چرا را نہ شناسیم

لقب اہل حدیث

ہر شخص اور قوم کو اس کے خصوصی امتیازات کے ساتھ پکارا جاتا ہے جو اس کا لقب یا نسبت ہوتا ہے۔ جس طرح اہل کتاب' اہل تورات' اہل انجیل ' اہل القریٰ' اہل ذکر' اہل بیت وغیرہا اسی طرح عربی' شامی' حجازی' عراقی پاکستانی اور ہندی وغیرہا۔ اور اہل حدیث کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حدیث کا لفظ جس طرح قرآن پر بولا جاتا ہے اسی طرح حدیث پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے' اور اہل حدیث حضرات چونکہ صرف قرآن اور حدیث کو حجت اور دلیل مانتے ہیں اس لئے یہ نام ان سے موسوم ہوگیا ہے اور اسی وجہ سے ان کو اصحاب الحدیث' اہل اثر اور محدثین بھی کہا جاتا ہے۔
تفصیل درج ذیل ملاحظہ فرمائیں:

حدیث سے قرآن مراد ہے

(۱) فبای حدیث بعده یومنون○ (الاعراف ۱۸۵)
پس تم اس (قرآن) کے بعد کس حدیث (قرآن) پر ایمان لائے۔؟

(۲) فبای حدیث بعد الله و آیاته یومنون○ (الجاثیه : ٦)
پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد کس حدیث (قرآن) پر ایمان لاتے ہو۔

(۳) افمن هذا الحديث تعجبون○ (النجم : ۵۹)
کیا پس تم لوگ اس حدیث (قرآن) پر تعجب کرتے ہو۔

(۴) فذرني ومن يكذب بهذا الحديث○ (القلم : ۴۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس مجھے اور ان کو چھوڑ دو جو اس حدیث (قرآن) کو جھٹلاتے ہیں۔

(۵) فلعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا (الکہف: ۶)

اگر وہ لوگ اس حدیث (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے تو ان کے پیچھے افسوس کر کے اپنے آپ کو ہلاک کریں گے۔؟

حدیث سے مراد فرمان رسول ہے

حدیث سے مراد وہ کام ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو یا آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس کو روکا نہ ہو۔ چنانچہ "نزہتہ النظر فی توضیح شرح نخبتہ الفکر ص ۸" پر مذکور ہے:

والحدیث فی اللغۃ ضد القدیم وفی اصطلاحھم ھو ما اضیف الی النبی ﷺ من قول او فعل او تقریر او صفۃ او ما اضیف الی صحابی او تابعی ویرادفہ السنۃ

"حدیث لغت میں قدیم کی ضد (جدید) کو کہتے ہیں، اور محدثین کی اصطلاح میں حدیث اس روایت کو کہتے ہیں جس میں کسی قول یا فعل یا واقعہ یا صفت کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہو اور اس طرح ان امور میں سے کسی کی نسبت اگر صحابی یا تابعی کی طرف کی گئی ہو تو اس کو بھی حدیث کہہ سکتے ہیں اور سنت کا لفظ حدیث کا ہم معنی ہے۔

ملاحظہ

جب مختلف لوگوں نے اپنے مختلف عقائد و نظریات اور جدا جدا قائدین اور پیشواؤں کی نسبت سے اپنے نام مقرر کئے تو اس وقت صرف قرآن و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو راہنما مانتے ہوئے اپنے آپ کو اہلحدیث کہلوانا شروع کیا ' اور اس لئے بھی کہ یہ نام خود رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا۔

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب " شرف اصحاب الحدیث " میں متعدد احادیث ذکر کی ہیں جس میں ہے کہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ " ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ ہم اہلحدیثوں کا استقبال کریں "

ایک دوسری حدیث میں اہل حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا خلیفہ کہا ہے۔

فقہ حنفی سے ثبوت

فقہ حنفی کی مشہور کتاب " رد المختار شرح الدرر المختار " ج ۳ ص ۲۹۴ ' ۲۹۳ پر ہے :

حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفہ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذھبہ فتقرء خلف الامام ویرفع یدیہ عند الانحناء ونحو ذلک فاجابہ فزوجہ

" واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر جوزجانی کے زمانہ میں ایک حنفی نے ایک اہل حدیث سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا ' اس نے انکار کردیا مگر صرف اس صورت میں وہ اہلحدیث اس حنفی کو رشتہ دے گا ' کہ حنفی اپنا مذہب چھوڑ دے اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کردے ' اور رکوع کے لئے جھکتے وقت رفع الیدین اور اسی طرح دیگر کام بھی اہل حدیث کے مسلک کے مطابق کرنا شروع کرے ' چنانچہ اس حنفی نے ایسا کرنا شروع کردیا اور اہل حدیث نے اس کو رشتہ دے دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ

ابوبکر جوزجانی" تیسری صدی کے حنفی علماء سے ہیں اور ابوسلیمان" کے شاگرد ہیں اور ابوسلیمان بلا واسطہ امام محمد" کے شاگرد ہیں جو امام ابو حنیفہ" کے کبار شاگردوں میں سے ہیں۔ اور اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ تیسری صدی ہجری میں اہل حدیث کے نام سے کچھ لوگ مشہور تھے اور وہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے اور نماز میں رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور اس مسلک پر اس طرح پختہ تھے کہ رشتہ ناطہ کرتے وقت اس مسلک کے مطابق عمل پیرا ہونے کی شرط لگاتے تھے۔

اہلحدیث کا وجود

اہل حدیث ہر دور میں موجود رہے ہیں اور جب بھی کوئی فتنہ نمودار ہوا اس کی سرکوبی کے لئے میدان عمل میں آئے اور ہر دور میں یہ لوگ اس مسلک پر قائم رہے ہیں۔ جناب رسالت ماب ﷺ نے جماعت حقہ کی یہی صفت بیان فرمائی جو مختلف کتب حدیث میں مذکور ہے:

باب قول النبی ﷺ لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق وهم اهل العلم.

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور وہ اہل علم ہیں۔

امام بخاری نے ص ۱۰۸۷ کے تحت درج ذیل احادیث ذکر کی ہیں:

عن مغیرة بن شعبة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال لا تزال طائفة من امتی ظاهرین حتی یاتیهم امر الله وهم ظاهرون

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ " میری امت میں سے ایک جماعت قائم رہنے والے ہیں یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے اور وہ اس پر قائم ہوتا ہے۔

مذکورہ حدیث بخاری کے علاوہ بھی درج ذیل کتب میں مذکور ہے ' صحیح مسلم 'کتاب الایمان حدیث ۲۴۷ اور کتاب الامارۃ حدیث ۱۷۱ 'حدیث ۱۷۲ ' ۱۷۳ ' ابوداؤد کی کتاب الفتن باب ' میں ' ترمذی کتاب العتق باب ۲۷ ' ۵۱ ' ابن ماجہ مقدمہ کے باب ۱ پھر کتاب الفتن باب ۹ میں اسی طرح مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۴ ' ۲۶۹ ' ۲۷۸ ' ۲۷۹ میں بھی ہے۔

البتہ صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں مذکورہ حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

لا یضرھم من خزلھم حتی یاتی امر اللہ وھم کذالک

انہیں وہ شخص تکلیف نہیں پہنچا سکے گا جو ان کو بے یارو مددگار (ذلیل) کرنا چاہے یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے اور وہ اسی طرح ہوں گے۔

صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ

وہ حق پر ہوتے ہوئے لڑائی کریں گے اور قیامت تک قائم رہیں گے۔

ترمذی میں اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

سمعت محمد بن اسماعیل یقول سمعت علی بن المدینی یقول ھم اھل الحدیث

امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے سنا کہ علی بن مدینی (امام بخاری کے استاد) کہتے تھے کہ وہ لوگ اہل حدیث ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن خلدون کی گواہی

علامہ ابن خلدون فصل فی علم الفقہ میں لکھتے ہیں:

ولم یبق الا مذھب اھل الرائی من العراق واھل الحدیث من الحجاز

(مقدمہ ابن خلدون ۲۷۳۱)

پھر صرف دو مذہب (طریقے) رہ گئے ایک اہل الرائے کا طریقہ جو عراق میں تھا اور ایک اہل حدیث کا طریقہ جو حجاز میں تھا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی وضاحت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "غنیۃ الطالبین" میں مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرقہ حقہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

ولا اسم لھم الا اسم واحد وھو اصحاب الحدیث

(غنیۃ الطالبین ص ۱۹۸)

اور ان کا صرف ایک نام ہے اور وہ "اصحاب الحدیث" ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی صراحت

امام ابن تیمیہ اپنی معرکتہ الاراء کتاب "منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۷۹ پر لکھتے ہیں:

من المعلوم لکل من لہ جزہ ان اھل الحدیث من اعظم الناس بحثا عن اقوال النبی ﷺ وطلبا لعلمھا وارغب الناس فی اتباعھا وابعد الناس عن اتباع الھوٰی فھم فی اھل الاسلام کاھل الاسلام فی اھل الملل

جس شخص کو تھوڑی سی بھی واقفیت ہے وہ جانتا ہے کہ اہل حدیث سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی تحقیق کرنے والے اور ان کے اقوال کی طلب کرنے والے ہیں اور ان کی پیروی کرنے میں سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے زیادہ رغبت رکھنے والے ہیں اور خواہشات کی پیروی کرنے میں سب لوگوں میں سے زیادہ دور مسلمانوں میں ایسے ہیں جیسے مسلمان دوسرے دین والوں میں ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

اھل الحدیث هم اھل النبی وان　　لم یصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

وہ اگرچہ آپ ﷺ کے وجود پاک کے ساتھ تو نہیں رہ سکتے لیکن آپ ﷺ کے اقوال کے ساتھی ہیں۔

ابو ذوق قدرت اللہ فوق
شیخ الحدیث جامعہ تعلیمات اسلامیہ
سرگودھا روڈ فیصل آباد پاکستان

www.KitaboSunnat.com

کتب، طغرے، اشتہارات اور تمام پبلسٹی آئٹم کی معیاری پرنٹنگ کیلئے
المتین ایڈورٹائزرز
پرنٹرز اینڈ پبلشرز
مکتبہ ناصریہ مین بازار حاجی آباد فیصل آباد فون 789088

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری شاہکار مطبوعات

قیام رمضان
(اردو)
علامہ ناصر الدین البانی

اتباع سنت اور تقلید
(ائمہ اربعہ کی نظر میں)
علامہ ناصر الدین البانی

آداب زفاف
(اردو)
علامہ ناصر الدین البانی
(زیر طبع)

حج وعمرہ اور زیارت
(اردو)
شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ہمارے ہندوستانی مسلمان
(اردو)
ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر

حصن المسلم
(ترجمہ)
حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
(زیر طبع)

مباحثہ سرگودہا
شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بطش قدیر
بر قادیانی تفسیر کبیر
شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تقابل ثلاثہ
(توریت انجیل اور قرآن)
شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

حق پرکاش
جواب
ستیارتھ پرکاش
شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تقلید شخصی اور سلفی
شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
(زیر طبع)

حدیث نبوی اور تقلید شخصی
شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
(زیر طبع)

مکتبہ ناصریہ مین بازار حاجی آباد فیصل آباد فون 789088